ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

28

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

مسلسل اشاعت کا
31 واں سال

تنظیم اسلامی کا ترجمان

26 ذوالحجہ 1443 تا 3 محرم 1444ھ/26 جولائی تا یکم اگست 2022ء

اللہ کی دائمی سنت اہل ایمان کی نصرت

بلاشبہ یہ اللہ کی دائمی اور ناقابلِ تغیر سنت ہے کہ وہ اہل ایمان کی نصرت فرماتا اور کافروں کو ذلیل کر دیتا ہے' جبکہ بظاہر حالات اس کے برعکس نظر آ رہے ہوتے ہیں۔ قرآن کریم بتلاتا ہے کہ اللہ سبحانہ' کی ہمیشہ جاری رہنے والی سنت کے نتائج ضرور ظاہر ہو کر رہتے ہیں' مگر ان نتائج کے اظہار میں افرادِ انسانی کی عمریں مقیاس نہیں ہیں اور نہ تاریخ کا کوئی عارضی مرحلہ پیمانہ ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کسی وقت باطل وقتی طور پر کامیاب و کامران ہو کر روئے زمین کی غالب و کارفرما قوت بن جائے' لیکن یہ مرحلہ دائمی نہیں ہوتا بلکہ یہ دراصل ہمہ پہلو سنت اللہ کے اجرا کا ایک حصہ ہوتا ہے۔

باطل کی کارفرمائی کا یہ مرحلہ یا تو اس لیے آ جاتا ہے کہ اس مرحلے میں لوگوں کی باطل کے خلاف مزاحمت کی قوتیں ٹھٹھری ہوئی ہوتی ہیں اور ان میں باطل کے خلاف جہاد کر کے اسے ختم کر دینے کا بُوتا نہیں ہوتا۔

''حقیقت یہ ہے کہ اللہ کسی قوم کے حال کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے اوصاف کو نہیں بدل دیتی۔'' (الرعد: 11)

اور کبھی اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ لوگ باطل کے ظلم کو انگیز کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں' بلکہ اسے خوشگوار محسوس کرنے لگتے ہیں۔ فرمان نبوتؐ ہے: ''جیسے تم خود ہو گے ویسے ہی تمہارے حکمران ہوں گے۔'' (حاکم)

اور کبھی ظلم و باطل خود ظالموں کی آزمائش کے لیے ہوتا ہے۔ ''تاکہ وہ قیامت کے روز اپنے پورے بوجھ اٹھائیں۔'' (النمل: 25)

اور کبھی یہ مرحلۂ باطل و ظلم اس لیے آتا ہے کہ اللہ چاہتا ہے کہ مومنین کی جماعت کو چھانٹ کر علیحدہ فرما لے تاکہ وہ سلامتی استعداد اور قوت کے ساتھ حق کی ذمہ داری کو سنبھال سکیں۔ جیسے سورۂ آل عمران (آیات 139 تا 141) میں فرمایا:

''دل شکستہ نہ ہو' غم نہ کرو' تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔ اس وقت اگر تمہیں چوٹ لگی ہے تو اس سے پہلے ایسی ہی چوٹ تمہارے مخالف فریق کو بھی لگ چکی ہے۔ یہ تو زمانہ کے نشیب و فراز ہیں جنہیں ہم لوگوں کے درمیان گردش دیتے رہتے ہیں۔ تم پر یہ وقت اس لیے لایا گیا کہ اللہ دیکھنا چاہتا تھا کہ تم میں سچے مومن کون ہیں اور ان لوگوں کو چھانٹ لینا چاہتا تھا جو واقعی (راستی کے) گواہ ہوں کیونکہ ظالم لوگ اللہ کو پسند نہیں۔ اور وہ اس آزمائش کے ذریعے سے مومنوں کو الگ چھانٹ کر کافروں کی سرکوبی کر دینا چاہتا تھا۔''

(اسلام کا نظام تربیت: سید محمد قطبؒ)

اس شمارے میں

یہ ہمارے بڑے
قربانی کا اصل مقصد
حکومت اور ٹی ٹی پی کے درمیان مذاکرات
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت
فکرِ گستاخ
میری زندگی کا مقصد تیرے....

الھدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ 994

فرعون کی بدحواسی

سُوْرَةُ الشُّعَرَاء — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات: 33 تا 37

وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيۡضَآءُ لِلنّٰظِرِيۡنَ ﴿۳۳﴾ قَالَ لِلۡمَلَاِ حَوۡلَهٗۤ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيۡمٌ ﴿۳۴﴾
يُّرِيۡدُ اَنۡ يُّخۡرِجَكُمۡ مِّنۡ اَرۡضِكُمۡ بِسِحۡرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاۡمُرُوۡنَ ﴿۳۵﴾ قَالُوۡۤا اَرۡجِهۡ وَاَخَاهُ
وَابۡعَثۡ فِي الۡمَدَآئِنِ حٰشِرِيۡنَ ﴿۳۶﴾ يَاۡتُوۡكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيۡمٍ ﴿۳۷﴾

آیت ۳۳: ﴿وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيۡضَآءُ لِلنّٰظِرِيۡنَ ﴿۳۳﴾﴾ ''اور انہوں نے اپنا ہاتھ (اپنے گریبان سے) کھینچا تو وہ سفید چمکدار تھا دیکھنے والوں کے لیے۔''

آیت ۳۴: ﴿قَالَ لِلۡمَلَاِ حَوۡلَهٗۤ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيۡمٌ ﴿۳۴﴾﴾ ''فرعون نے اپنے اردگرد موجود سرداروں سے کہا کہ یہ تو واقعتاً ایک ماہر جادوگر ہے۔''

کہ یہ اتنا عرصہ جہاں کہیں بھی رہا ہے' جادو سیکھتا رہا ہے اور لگتا ہے کہ اس فن میں اس نے خوب مہارت حاصل کر لی ہے ---- اور اب:

آیت ۳۵: ﴿يُّرِيۡدُ اَنۡ يُّخۡرِجَكُمۡ مِّنۡ اَرۡضِكُمۡ بِسِحۡرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاۡمُرُوۡنَ ﴿۳۵﴾﴾ ''یہ چاہتا ہے کہ اپنے اس جادو کے بل پر تمہیں تمہارے ملک سے نکال باہر کرے' تو تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو؟''

لغوی اعتبار سے ''امر'' کے معنی حکم کے بھی ہیں اور مشورہ کے بھی' مگر یہاں یہ لفظ مشورہ کے معنی دے رہا ہے۔ فرعون کے اس فقرے سے اس کی تشویش صاف ظاہر ہو رہی ہے۔ گویا صورتِ حال اس کے اندازے سے کہیں بڑھ کر پیچیدہ اور گمبھیر تھی۔

آیت ۳۶: ﴿قَالُوۡۤا اَرۡجِهۡ وَاَخَاهُ وَابۡعَثۡ فِي الۡمَدَآئِنِ حٰشِرِيۡنَ ﴿۳۶﴾﴾ ''انہوں نے کہا کہ اس کو اور اس کے بھائی کو کچھ مہلت دے دیں اور بھیج دیں تمام شہروں میں نقیب۔''

آیت ۳۷: ﴿يَاۡتُوۡكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيۡمٍ ﴿۳۷﴾﴾ ''وہ لے آئیں آپ کے پاس تمام ماہر جادوگروں کو۔''

ہرکارے شاہی پیغام لے کر پورے ملک میں پھیل جائیں' ہر جگہ ڈھنڈورا پیٹیں اور جہاں جہاں سے کوئی ماہر جادوگر ملے سب کو اکٹھا کر کے دربارِ شاہی میں پیش کر دیں۔

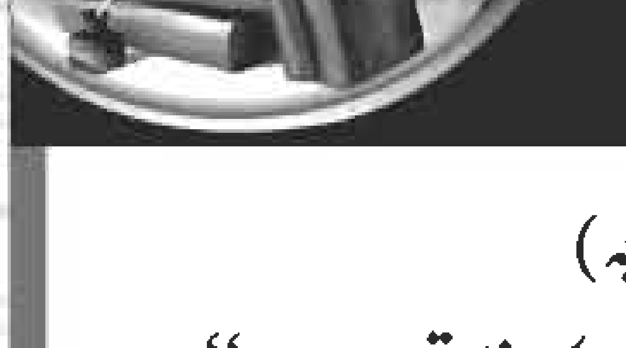

درسِ حدیث

حیا کی حقیقت

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِنَّ لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقًا وَخُلُقُ الْاِسْلَامِ الْحَيَاءُ)) (سنن ابن ماجہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک ہر دین کے لیے کچھ اخلاق ہیں اور اسلام کا اخلاق حیا ہے۔''

تشریح: حیا ہی وہ خوبی ہے جو انسانوں کو معراجِ انسانیت پر لا کھڑا کرتی ہے اور اسی سے وہ اشرف المخلوقات کہلانے کے حقدار ٹھہرتے ہیں۔ اسی وصف سے انسان اور حیوان میں فرق نمایاں ہوتا ہے اور اسی سے آداب و اخلاق نکھرتے اور سنورتے ہیں۔ اسی وصف سے انسانوں میں تہذیب و شائستگی پروان چڑھتی ہے' نیکی اور سچائی کا چمن شاداب ہوتا ہے' شرافت و امانت کے پھول کھلتے ہیں۔ مروت و احسان کے ثمر لگتے ہیں۔ حیا انسان کی فطری خوبی ہے جو ربِ کائنات نے اسے عطا کی ہے۔

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

26 ذوالحجہ 1443 تا 3 محرم 1444ھ جلد 31
26 جولائی تا یکم اگست 2022ء شمارہ 28

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: (042) 35473375-78
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرون ملک...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ ہمارے بڑے

پنجاب میں ہونے والے 20 نشستوں پر ضمنی انتخابات میں پاکستان تحریک انصاف کی واضح جیت نے ملک کی سیاسی صورت حال میں زبردست ہلچل مچا دی ہے۔ پنجاب میں اگر اگلا مرحلہ آئین وقانون کے مطابق طے پاتا ہے اور اگر کوئی بڑا اپ سیٹ نہیں ہوتا تو تخت پنجاب اب مسلم لیگ ن کے ہاتھوں سے نکل کر تحریک انصاف کے قبضہ میں چلا جائے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عمران خان نے صرف PDM کے گیارہ جماعتی اتحاد کو ہی شکست نہیں دی بلکہ اسٹیبلشمنٹ کو بھی ایک بڑی واضح شکست دی ہے، یہ پنجاب کی بیوروکریسی کی بھی شکست تھی۔ یہ اُن تمام حکومتی ہتھکنڈوں کو شکست تھی جو پری پول رگنگ میں ملوث تھے اور حکومتی وسائل کے انتخابات میں بے دریغ استعمال سے حکومتی جماعت کو فتح دلانے کی کوشش کر رہے تھے اور اہم ترین بات یہ ہے کہ یہ اُس الیکشن کمیشن کی شکست تھی جو بد دیانتی اور ناانصافی اپنے لیے لازم کر چکا ہے۔ یہ اُن مافیاز کی بدترین شکست تھی جو گزشتہ چالیس سال میں پاکستان اور خاص طور پر پنجاب میں بڑی گہری جڑیں رکھتے ہیں۔

لیکن اور یہ بہت بڑا لیکن ہے کہ عمران خان صاحب! آپ اتنا بڑا معرکہ مار کر لائے کس کو ہیں اور کس کے سپرد آپ پنجاب کرنا چاہتے ہیں۔ جسے آپ وقت کا سب سے بڑا ڈاکو کہتے تھے، جسے جب مشرف اپنے قریب لایا تو آپ نے احتجاج کیا اور مشرف سے دوری پیدا کر لی۔ آپ نے اُس پرویز الٰہی کو پنجاب میں تخت نشین کیا جس کے بیٹے مونس الٰہی کو آپ بدترین کرپٹ شخص قرار دیتے تھے اور اپنے دور میں ''ق'' لیگ سے اتحاد کے باوجود کوئی اہم وزارت دینے کو تیار نہیں تھے۔ اس کے بعد آپ خود کو ایک اصول پسند سیاسی رہنما کیسے کہیں گے۔ عمران خان صاحب! انقلاب انقلابی اقدامات سے آتا ہے۔ عمران خان صاحب! یقیناً آپ کے دشمن چاہے سیاسی پوائنٹ سکورنگ کے لیے کچھ بھی کہتے رہیں اصلاً جانتے ہیں کہ آپ نے اپنی ذات کی حد تک اپنے دامن کو مالی کرپشن سے جو آج کی سب سے بڑی لعنت ہے کبھی آلودہ نہیں ہونے دیا۔ لیکن آپ نے اپنے گزشتہ دور حکومت میں بھی ساتھیوں کے انتخاب میں شفافیت اور دیانت داری کا وہ معیار قائم نہیں کیا تھا جس کی آپ سے توقع تھی اور اب پاکستان کے آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑے صوبے کو ایک ایسے شخص کے حوالے کر کے جس کی reputation کسی طرح بھی اچھی نہیں۔ اگر آئندہ انتخابات میں ملک کی باگ دوڑ آپ کے ہاتھ میں آ گئی تو سوال یہ ہے کہ ایسی صورت میں جبکہ پاکستان کے سب سے بڑے صوبے میں مالی لحاظ سے بدنام شخص برسر اقتدار ہوگا تو ملک کے جملہ مسائل کیسے حل ہو سکیں گے؟ بہر حال ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں بھی ہدایت دے اور آپ کو بھی سیاسی مفادات نہیں صرف ملکی مفادات کو ترجیح دینے کی توفیق دے۔ آمین!

اب آیئے اُس نظام کی طرف جس کا ہر ہر حصہ گل سڑ چکا ہے اور بادی النظر میں کسی طرح بھی قابل اصلاح نظر نہیں آتا۔ سب سے پہلے اس نظام میں سب سے طاقتور شعبہ کی بات کرتے ہیں جو ہر روز کہتا ہے کہ ہمارا ملک کی سیاست سے کوئی تعلق نہیں لیکن آزادی کے پہلے چند سالوں کو چھوڑ دیجیے۔ اُس کے بعد وہ سیاسی معاملات میں مداخلت کرنے بلکہ ملکی سیاست کی طنابیں قابو کرنے کے حوالے سے ایک دن بھی باز نہیں

رہے کسی کو کرسی سے اتار کر پھانسی پر چڑھا رہے ہیں اور کسی ملزم کو مسندِ اقتدار پر بٹھا رہے ہیں۔ اُنہوں نے کبھی سیاسی حکمرانوں کو اپنا باس نہیں سمجھا بلکہ وہ اپنی قوت اور طاقت کے بل بوتے پر خود کو ہمیشہ حکمرانوں کا حکمران سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ قوم جو کبھی ان سے بے حد پیار کرتی تھی اب اظہار بے زاری کرتی دکھائی دے رہی ہے۔ اس نظام کا دوسرا بڑا ستون سول بیوروکریسی ہے۔ انہوں نے ہمیشہ حکمرانوں کو ایسے داؤ پیچ سکھائے جس سے اقتدار اصلاً انہیں یعنی سیکرٹریوں اور افسران کو منتقل ہوجائے۔ یہ طبقہ پون صدی گزرنے کے باوجود آج تک سفید چمڑی والے انگریز حکمرانوں کے طور طریقے چھوڑنے کو تیار نہیں۔ سگار منہ میں دابے ٹیڑھی زبان سے انگریزی بولتا ہے اور عوام کو اپنا غلام سمجھتا ہے کیونکہ سیاسی یا فوجی حکمران اس سول بیوروکریسی کی مُٹھی میں ہوتے ہیں۔

سیاست دانوں کا معاملہ یہ ہے کہ زیادہ پرانے سیاست دانوں کو فی الحال بھول جائیے۔ اب ایک طویل عرصہ سے پاکستان پر دو خاندان مسلط ہیں اور وہ پاکستان میں حکومت کرنا اپنا اور اپنی اگلی نسلوں کا حق سمجھتے ہیں۔ ایک خاندان کی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی ہے جو 1967ء میں قائم ہوئی۔ اُس کے بانی ذوالفقار علی بھٹو تھے جن سے سو اختلافات ہونے کے باوجود ہم برملا کہیں گے کہ وہ ایک بہادر آدمی تھا۔ اُس کا ایک ویژن تھا اور وہ آزاد خارجہ پالیسی کا معمار بننا چاہتا تھا۔ ظاہر ہے امریکہ اپنے گھڑے کی مچھلی پاکستان کو کیوں آزاد ہونے دیتا، بھٹو کو پھانسی کے پھندے پر لٹکا دیا گیا۔ بے نظیر بھٹو کو بعض صفات اپنے والد سے وراثت میں ملی تھیں لیکن بدقسمتی سے اُسے ایسے شخص سے بیاہ دیا گیا جس کے بارے میں کسی نے بہت صحیح کہا ہے کہ وہ مجرمانہ ذہنیت کا حامل شخص ہے۔ امریکہ نے جب بے نظیر کو اپنے باپ کی لائن پر چلتے دیکھا تو اُسے بھی مروا دیا گیا اور پاکستان کی حکومت زرداری جیسے شخص کے حوالے کر دی گئی جس کے دشمن ہی نہیں دوست بھی تسلیم کرتے ہیں کہ کرپشن کرنا، دوسروں کا مال زبردستی ہتھیا لینا اور عہد و پیمان سے مکر جانے کو وہ اپنا حق سمجھتا ہے۔ 2007ء سے زرداری خاندان اپنے ان تمام اوصاف کے ساتھ پاکستان پر کسی نہ کسی انداز میں حکومت کر رہا ہے۔

دوسرا خاندان میاں شریف کا خاندان ہے جب یہ فیملی اقتدار میں آئی تو شروع ہی میں اُس وقت کے آرمی چیف مرزا اسلم بیگ جو آج بھی زندہ ہیں، نے میاں شریف اور اُن کے صاحبزادگان سے ایک میٹنگ کی اور اُنہیں سمجھایا کہ آپ حکومت میں آ گئے، اب اپنے مالی معاملات کو حکومتی معاملات سے بالکل الگ رکھیں۔ لیکن میاں شریف جو بڑے سلجھے ہوئے ذہین انسان تھے دفعتاً اُن کے منہ سے نکل گیا کہ پھر ہم حکومت میں کیا لینے آئے ہیں (یہ مرزا اسلم بیگ نے ایک انٹرویو میں کہا تھا جو اخبار میں شائع ہوا تھا) بدقسمتی سے اُن کے صاحبزادگان میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف اس بری طرح کرپشن میں ملوث ہو گئے کہ پاکستان کے مالی مفادات کو ہی نہیں سیکورٹی مفادات بھی تج کرنے لگے۔ BBC نے اُن کی مالی کرپشن پر ایک ڈاکومنٹری بنائی جس کے خلاف شریف فیملی نے بہت شور وغوغا کیا اور BBC کے خلاف قانونی کارروائی کی بات کی، لیکن صرف دو ہفتہ تک بعد میں خاموشی اختیار کر لی۔ کیونکہ BBC جیسا ادارہ خاص طور پر جب کسی کی ذات کو نشانہ بناتا ہے تو اُس کے پاس پورے ثبوت اور شواہد ہوتے ہیں۔ لہٰذا شریف فیملی نے اس بات کو آگے نہ بڑھایا۔ یہ پرانی بات ہے۔ اُس کے بعد پھر اس فیملی کو اقتدار ملا۔ مستند ذرائع کے مطابق لوٹ کھسوٹ میں مزید اضافہ ہوا۔

حقیقت یہ ہے کہ امریکہ کی مدد سے تحریک انصاف کی حکومت کو عدم اعتماد کے ذریعے گرانے کا اصل مقصد جو وزیر توانائی خرم دستگیر کی زبان سے بھی نکل گیا تھا، جاری کرپشن کیسز کو منطقی انجام تک پہنچنے کی صورت میں سزاؤں کا خدشہ تھا۔ ہمارا ایک آئینی ادارہ الیکشن کمیشن بھی ہے۔ یہ ادارہ بھی اکثر و بیشتر متنازع رہا ہے، لیکن موجودہ الیکشن کمیشن کھلی بددیانتی اور ناانصافی پر اترا ہوا ہے۔ اس کی بے شمار مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ آخری کام الیکشن کمیشن نے یہ دکھایا کہ سندھ کے بلدیاتی انتخابات ایک مضحکہ خیز عذر کی بنا پر ملتوی کر دیے، وہ یہ کہ بارش کے امکانات ہیں۔ بہرحال اپنے ملک میں آوے کا آوا بگڑا ہوا ہے۔ ہم بالتکرار اور باآواز بلند یہ کہہ چکے ہیں کہ پاکستان کے تمام مسائل چاہے وہ سیاسی، معاشی یا معاشرتی ہوں وہ مغربی جمہوریت سے نہیں بلکہ اُس نظام سے حل ہوں گے جسے نظام خلافت کہہ لیجیے یا نظام مصطفیٰ ﷺ کہہ لیں یا حکومت الٰہیہ کا قیام کہہ لیں۔ لیکن اُس میں قرآن اور سنت کی بالادستی ہو اور آئین پاکستان کی اُس دفعہ پر مکمل طور پر اور حقیقی طور پر عمل ہو کہ ملک میں کوئی قانون قرآن اور سنت کے خلاف نہیں بنایا جاسکے گا۔ آخر میں ہم زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے پاکستانی مسلمانوں سے پُرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کے لیے بھرپور جدوجہد کریں یہی نظام پاکستان کو مستحکم اور ناقابل تسخیر بنائے گا۔ یہی نظام ہمارے دلوں کو جوڑے گا اور دنیا و آخرت میں ہماری کامیابی کا ضامن ہوگا۔ ہم جمہوریت مارشل لاء سب کچھ آزما چکے ہیں لیکن ناکامی اور ذلت ہمارا مقدر بنی۔

آیئے! اسلامی نظام کو اپنائیں۔ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ اسلامی نظام نعروں سے یا سہل اندازی سے اور اپنے اپنے کاموں میں شب و روز مصروف رہنے سے نہیں آئے گا۔ اس کے لیے جہدِ مسلسل کرنا ہوگی اس کے لیے پیٹ پر پتھر باندھنے ہوں گے اس لیے کہ آپ کو مقامی اور ملکی مخالفین سے ہی نہیں بلکہ اُن عالمی طاغوتی قوتوں سے بھی ٹکرانا ہوگا جو معاشی اور عسکری لحاظ سے بہت طاقتور ہیں۔ لیکن اگر مسلمانان پاکستان کی اکثریت یا متعد بہ تعداد سر دھڑ کی بازی لگانے کا عزم کر لیں تو ان شاء اللہ! اللہ کی مدد آئے گی اور کوئی دنیوی قوت اُس کے سامنے ٹھہر نہیں سکے گی۔

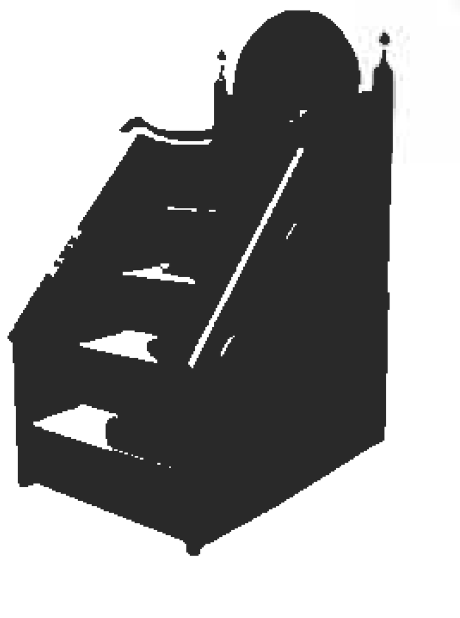

قربانی کا اصل مقصد

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد دارالسلام باغ جناح میں صدر مرکزی انجمن خدام القرآن محترم ڈاکٹر عارف رشید کے 10 جولائی 2022ء کے خطاب عید الاضحیٰ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

حضرات! آج عید الاضحیٰ کا بہت مقدس اور مبارک دن ہے۔ اس دن جو قربانی کی جاتی ہے اس کے بارے میں صحابہ کرام ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا تھا: ((سنۃ ابیکم ابراہیم)) ''یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔''

واقعہ یہ ہے کہ حج کے بہت سارے مناسک حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی کے دور کی عکاسی کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جو مقام اور مرتبہ ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں جابجا ذکر فرمایا ہے۔ سورۃ البقرہ میں فرمایا:

﴿اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ﴾ (البقرہ:124) ''(اے ابراہیمؑ!) اب میں تمہیں نوعِ انسانی کا امام بنانے والا ہوں!''

پھر سورۃ النساء میں فرمایا گیا:

﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِیْمَ خَلِیْلًا ۝۱۲۵﴾ ''اور اللہ نے تو ابراہیمؑ کو اپنا دوست بنا لیا تھا۔''

یہ دو القابات اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قرآن حکیم میں مرحمت فرمائے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر قرآن میں 26 سورتوں میں موجود ہے۔ 71 مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام نامی اس مقدس قرآن حکیم میں آیا ہے۔ اس کے علاوہ ہم مسلمان ہر نماز میں جو درود پڑھتے ہیں اس کو درود ابراہیمی کہا جاتا ہے۔

اسی طرح ملت ابراہیمی کا ذکر بھی قرآن حکیم میں سات مرتبہ موجود ہے۔ سورۃ النحل میں نبی اکرم ﷺ سے واحد کے صیغے میں خطاب ہے۔ فرمایا:

﴿ثُمَّ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ؕ﴾ (النحل:123) ''پھر (اے محمد ﷺ!) ہم نے وحی کی آپؐ کی طرف کہ پیروی کیجیے ملت ابراہیمؑ کی یکسو ہو کر۔''

گویا کہ ملت محمدی ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت کا ہی تسلسل ہے۔ سورۃ الحج کے آخر میں فرمایا:

﴿مِلَّةَ اَبِیْكُمْ اِبْرٰهِیْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ ۙ۬ مِنْ قَبْلُ وَفِیْ هٰذَا﴾ ''تمہارے جدامجد ابراہیمؑ کی ملت، اُسی نے تمہارا نام مسلم رکھا ہے اس سے پہلے بھی (تمہارا یہی نام تھا) اور اس (کتاب) میں بھی ہے'' (الحج:78)

مرتب: ابو ابراہیم

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب بیت اللہ کی دیواریں تعمیر کر رہے تھے تو آپؑ نے دعا فرمائی تھی:

﴿رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪﴾ (البقرہ: 128) ''اور اے ہمارے رب! ہمیں اپنا مطیع فرمان بنائے رکھ اور ہم دونوں کی نسل سے ایک اُمت اٹھائیو جو تیری فرمانبردار ہو۔''

گویا آج جو اُمت مسلمہ تقریباً پونے دو ارب مسلمانوں پر مشتمل ہے تو یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ہی نتیجہ ہے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شخصیت وہ شخصیت ہے جسے یہودی اور عیسائی بھی تسلیم کرتے ہیں۔ یہودی کہتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے۔ جبکہ نصاریٰ اور عیسائی کہتے تھے کہ ابراہیم نصاریٰ تھے، عیسائی تھے لیکن قرآن حکیم میں واضح فرمایا گیا:

﴿مَا كَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّلَا نَصْرَانِیًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا ؕ﴾ (آل عمران:67) ''(تمہیں بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ) ابراہیمؑ نہ تو یہودی تھے نہ نصرانی، بلکہ وہ تو بالکل یکسو ہو کر اللہ کے فرمانبردار تھے۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تسلیم کرنا یہود و نصاریٰ کا حق ہے کیونکہ آپؑ کی نسل جو حضرت اسحاق علیہ السلام سے چلی ہے اسی میں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام بھی ہیں لیکن دوسری نسل جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے چلی اس میں نبوت کے حوالے سے محمد رسول اللہ ﷺ تک تقریباً ڈھائی ہزار سال کا وقفہ ہے اور اس کا اختتام محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت پر ہوا۔ آج عید قربان کے موقع پر لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں قربانیاں ہوں گی، یہ اصل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی کے سب سے بڑے امتحان کا مظہر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ﴾ (البقرہ:124) ''اور ذرا یاد کرو جب ابراہیمؑ کو آزمایا اُس کے رب نے بہت سی باتوں میں تو اس نے ان سب کو پورا کر دکھایا۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام تمام امتحانات میں امتیازی حیثیت سے پاس ہوئے۔ سب سے بڑا امتحان وہ تھا جس کی یاد میں اس دن کروڑوں کی تعداد میں قربانیاں ہوتی ہیں۔ اس امتحان کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام سو سال

کے بوڑھے ہو چکے تھے۔ روایات میں ہے کہ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مسلسل تین راتیں خواب دیکھا کہ آپؑ اپنے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی عمر اس وقت تیرہ چودہ برس تھی۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے کہ باپ کے لیے اس کا بیٹا دست و بازو بن رہا ہے، اس وقت بوڑھے باپ کو بیٹا کتنا محبوب ہوگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے یہ سب سے بڑی محبت بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قربان کر دی۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ط﴾ ''میں دیکھ رہا ہوں خواب میں کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں تو دیکھو! تمہاری کیا رائے ہے؟''

بیٹے نے کیا جواب دیا:

﴿يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ١٠٢﴾ (الصافات) ''ابا جان! آپ کر گزریئے جس کا آپ کو حکم ہو رہا ہے۔ اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔''

یہ الگ بات ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ قرآن میں وہ نقشہ کھینچا گیا ہے:

﴿فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ١٠٣ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ١٠٤ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ١٠٥ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰۗؤُا الْمُبِيْنُ ١٠٦ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ١٠٧﴾ (الصافات) ''پھر جب دونوں نے فرمانبرداری کی روش اختیار کر لی اور ابراہیم نے اس کو پیشانی کے بل لٹا دیا۔ اور ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیمؑ! تم نے خواب سچ کر دکھایا' یقیناً ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں محسنین کو۔ یقیناً یہ بہت بڑی آزمائش تھی۔ اور ہم نے ایک ذبحِ عظیم اس کا فدیہ دیا۔''

اس قربانی اور جذبہ فرمانبرداری کا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہت بڑا انعام دیا۔

اصل سبق

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں ہمارے لیے اصل سبق یہ ہے کہ اپنے آپ کو مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کے سامنے سرنڈر کر دیں۔ ہم اپنی جان، مال، صلاحیتیں، اولاد سب کچھ اللہ کی فرمانبرداری میں لگا دیں۔ جیسے آپؑ نے اللہ کی فرمانبرداری کی تھی۔ آپؑ پہلے کلمہ حق پر قائم رہے یہاں تک کہ آپؑ کو آگ کے الاؤ میں ڈالا گیا لیکن آپؑ کی استقامت میں لغزش نہیں آئی۔ بقول شاعر۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

یعنی آپؑ قربانی سے پہلے اپنی جان کی قربانی بھی اللہ کے دین کے لیے پیش کرنے کے لیے پرعزم تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بقیہ زندگی میں بھی وعظ و نصیحت ہے، تبلیغ ہے، دعوت ہے، لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا جا رہا ہے، پکارا جا رہا ہے۔ یہ بھی وہ سنت ہے جو ہمیں ادا کرنی چاہیے۔ سورۃ الحج میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاۗؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰي مِنْكُمْ ط﴾ (الحج: 37) ''اللہ تک نہ تو ان کے گوشت پہنچتے ہیں اور نہ ان کے خون' لیکن اس تک پہنچتا ہے تمہاری طرف سے تقویٰ''

اگر دل میں خلوص موجود ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری ہے تو اللہ تعالیٰ کو وہ قربانی قبول ہے چاہے وہ مال کی قربانی ہو یا جان کی قربانی ہو یا صلاحیتوں کی قربانی ہو۔ وفاداری صرف اللہ کے ساتھ نہیں بلکہ اللہ کے رسولوں، الکتاب اور مسلمانوں کے ساتھ بھی وفاداری ہونی چاہیے۔ جیسے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایک نصیحت فرمائی تھی۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے، صحابہؓ نے پوچھا کس کے لیے؟ فرمایا: اللہ، اس کی کتاب، اس کے رسول، مسلمانوں کے امراء (حکمرانوں) اور عام لوگوں کے لیے۔

اگر احکام شریعت کو پاؤں تلے روندا جا رہا ہے تو یہ

پریس ریلیز 22 جولائی 2022ء

سودی نظام کے خاتمے کے لیے ٹاسک فورس کی تشکیل درست، لیکن فیصلے کے خلاف اپیل کا واپس لینا لازم ہے

شجاع الدین شیخ

سودی نظام کے خاتمے کے لیے ٹاسک فورس کی تشکیل درست، لیکن فیصلے کے خلاف اپیل کا واپس لینا لازم ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ حکومت نے سودی نظام کے خاتمے کے حوالے سے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ پر عمل درآمد کا جائزہ لینے کے لیے جو ٹاسک فورس تشکیل دی ہے، اُس میں سٹیٹ بینک آف پاکستان کے گورنر کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اگر سود کے خلاف وفاقی شرعی عدالت کے 28 اپریل 2022ء کے معرکۃ الآراء فیصلہ پر مِن وعن عمل درآمد کرنا حقیقتاً مقصود ہے تو سٹیٹ بینک فوری طور پر فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ میں دائر اپیل واپس لے۔ اُنہوں نے کہا کہ ٹاسک فورس میں اُن علماء کرام کو بھی شامل کرنا چاہیے جو اسلامی معیشت اور فنانس کے حوالے سے وسیع تجربہ رکھتے ہیں اور اُنہوں نے اس پر تحقیقی کام بھی کیا ہے۔ مزید یہ کہ ربا کے خلاف کیس میں جماعت اسلامی اور تنظیم اسلامی نے ہراول دستہ کا کردار ادا کیا تھا لہٰذا اُن کے نمائندوں اور کیس میں دیگر فریقوں کو ٹاسک فورس کا حصہ بنایا جائے۔ اُنہوں نے کہا کہ سود کی حرمت اور شناعت تو ہر خاص و عام پر واضح ہو چکی ہے اب ضرورت اس امر کی ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ سے جاری اس جنگ کے فوری خاتمے کے لیے ریاستی سطح پر عملی اقدامات کیے جائیں۔ لیت ولعل سے کام لینے کی بجائے سودی معیشت کے مکمل خاتمہ کی طرف فیصلہ کن قدم بڑھایا جائے کیونکہ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں 'کمیٹی' اور 'کمیشن' کا قیام ہمیشہ تاخیری حربے کے طور پر استعمال ہوتا رہا ہے۔ ہمیں جلد از جلد سود کی لعنت سے نجات حاصل کرنا ہوگی تا کہ پاکستان کو اللہ کی رحمتیں نصیب ہوں اور ہماری دنیا اور آخرت دونوں سنور جائیں۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

اللہ سے وفاداری نہیں ہے بلکہ اللہ سے غداری ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا اسوہ ہم سب کے لیے راہنمائی ہے۔ارشاد ہوتا ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب:21)''(اے مسلمانو!) تمہارے لیے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ ہے''

اسوہ حسنہ کی اصطلاح اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے بھی استعمال کی۔ارشاد ہوتا ہے:

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ﴾ (الممتحنۃ:4)''تمہارے لیے بہت اچھا نمونہ ہے ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں (کے طرزِ عمل) میں۔''

رسول اللہ ﷺ کے اُسوہ کی پیروی کرنا دراصل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اسوہ کی پیروی کا ہی تسلسل ہے۔ اگر ہم رسول اللہ کی نافرمانی کے مرتکب ہو رہے ہیں تو یہ بھی وفاداری نہیں بلکہ غداری ہے۔ علامہ اقبال نے آج سے بہت عرصہ پہلے کہا تھا:

رہ گئی رسم اذاں، روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا، تلقین غزالی نہ رہی

آج کروڑوں کی تعداد میں قربانیاں ہوں گی لیکن قربانی کی جو اصل روح ہے وہ اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ وفاداری ہے۔ اگر یہ وفاداری نہیں ہے تو قربانی کا کوئی مقصد نہیں ہے۔

اسی طرح اللہ کی کتاب کے ساتھ وفاداری نہیں ہے تو بھی قربانی کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم صرف ثواب حاصل کرنے کے لیے تو نازل نہیں کیا تھا۔ ثواب ایک بونس ہے لیکن اصل میں یہ کتاب ہدایت ہے۔ ھدی للمتقین بھی اور ھدی للناس بھی ہے۔

آج امت مسلمہ کی زبوں حالی اور دین سے دوری کو دیکھا جائے تو یہ اسی وجہ سے ہے کہ ہم نے الکتاب کے ساتھ اپنے تعلق کو دانستہ منقطع کر لیا۔ مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ کے وہ الفاظ نوٹ کرنے کے قابل ہیں جو مالٹا کی اسیری کے بعد انہوں نے کہے تھے:

میں نے جیل کی تنہائیوں میں جہاں تک غور وفکر کیا تو معلوم ہوا کہ اس امت کی زبوں حالی کی ایک ہی وجہ ہے اور وہ قرآن حکیم کے ساتھ اپنے تعلق کو منقطع کر لینا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے قرآن کے علاوہ ہدایت کہیں سے حاصل کرنا چاہی اللہ تعالیٰ اسے لازماً گمراہ کر دے گا۔ یہی نقشہ علامہ اقبال نے آج سے ایک صدی پہلے کھینچا تھا۔

عید آزاداں شکوہ ملک و دیں
عید محکوماں ہجوم مومنیں

عید کے موقع پر جو ولولہ اور خوشی ہے وہ تمام لوگوں کو مبارک ہو لیکن حقائق یہ ہیں کہ آج اگر اس روئے ارضی پر مسلمانوں کا کوئی وزن ہوتا تو وہ نقشہ دیکھنے میں نہ آتا جو آج مسلمانوں کے ساتھ ہو رہا ہے۔ حتیٰ کہ بیت اللہ اور مسجد نبویؐ کے امین ہم مسلمان تھے مگر آج معاشی، معاشرتی اور سیاسی سطح پر ہم اغیار کے اشاروں پر چل رہے ہیں۔ جس طرح علامہ اقبال نے کہا تھا۔

فرنگ کی رگ جاں پنجہ یہود میں ہے

فرنگ تو فرنگ آج مسلمان بھی اتنی پاتال میں پہنچ چکے ہیں کہ وہ بھی گویا یہود کے پنجے میں جکڑے ہوئے ہیں۔ معاش ہو یا سیاست ہر معاملے میں ہم ان کے سامنے کشکول لیے کھڑے ہیں کہ ہمیں وہاں سے کوئی راہنمائی ملے گی تو ہم آگے چلیں گے۔ اسی طرح علامہ اقبال نے بہت خوبصورت الفاظ کہے تھے۔

رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے
وہ دل، وہ آرزو باقی نہیں ہے
نماز و روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہیں، تُو باقی نہیں ہے

صرف قربانی کے جانور ذبح کر دینا مقصود نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کی کتاب سے وفاداری ہماری اصل بنیاد ہونی چاہیے۔ مسلمان ہیں تو ہم اس بنیاد پر ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ سے یہ دعا کی تھی: ''اے پروردگار ہم دونوں باپ بیٹوں کو اپنا مسلمان بندہ بنائے رکھ۔'' اقبال نے کہا۔

چو می گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لاالہ را

والد محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کہا کرتے تھے کہ واقعہ یہ ہے کہ قرآن حکیم کے بعض مقامات کی جو تشریح علامہ اقبال نے کی ہے اس کی کہیں اور مثال نہیں ملتی۔

خوار از مہجوری قرآں شدی
شکوہ سنج گردش دوراں شدی

مسلمان آج صرف اس وجہ سے ذلیل ہو رہے ہیں کہ وہ عروۃ الوثقیٰ جو بندے کو اللہ کے ساتھ ایک تعلق نصیب کرتی ہے اس کو ہم نے اپنے ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ بالکل سچا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۳۹﴾ (آل عمران)''اور تم ہی سربلند رہو گے اگر تم مؤمن ہوئے۔''

آج اگر ہم ذلیل ورسوا ہیں تو اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ حقیقی ایمان جو ہماری انفرادی زندگیوں میں ایک انقلاب پیدا کرے اور ہماری اجتماعیت کے لیے راہنمائی کا ذریعہ اور منبع ہو وہ الکتاب سے دوری کی وجہ سے ناپید ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس موقع پر اپنی ان خواہشات کو قربان کرنے کی توفیق عطا فرمائے جن کی وجہ سے ہم اصل مقصد بھولے ہوئے ہیں۔ قرآن میں کہا گیا:

﴿كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ۝۲۰ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ۝۲۱﴾ (القیامہ)''ہرگز نہیں! اصل بات یہ ہے کہ تم لوگ جلدی ملنے والی چیز (یعنی دنیا) سے محبت کرتے ہو۔ اور تم آخرت کو چھوڑ دیتے ہو۔''

سب سے بڑا مرض جو انسانوں بالخصوص مسلمانوں کے اندر پیدا ہوتا ہے وہ مال دنیا سے محبت ہے۔ اس کی زلف گرہ گیر کے اسیر ہو کر مسلمانوں کا قبلہ ہی تبدیل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زندگیوں کو جانچنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ، اس کے رسول ﷺ اور اس کی کتاب سے وفاداری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر بٹ کشمیری فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 33 سال، تعلیم ایم فل انگلش، صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا لاہور سے رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0322-4053444

☆ لاہور میں رہائش پذیر رفیق تنظیم اسلامی کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، تعلیم بیچلر ان پروڈکٹ اینڈ انڈسٹریل ڈیزائن (U.E.T)، قد "5'.4 صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لیے لاہور سے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0320-4092597

اگر ملک میں سیاسی استحکام ہوگا تو معاشی استحکام بھی آئے گا۔ پھر کوئی بھی گروہ پاکستان میں امن وامان خراب کرنے میں کامیاب نہ ہوسکے گا: ایوب بیگ مرزا

ٹی ٹی پی اور حکومت پاکستان کے مابین مذاکرت کسی قسم کی پسپائی نہیں ہے بلکہ مذاکرات میں ہی فریقین کا اصل مفاد ہے: رضاء الحق

میزبان: وسیم احمد

حکومت اور کالعدم ٹی ٹی پی کے درمیان مذاکرات کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

سوال: حکومت پاکستان اور کالعدم ٹی ٹی پی کے درمیان مذاکرات کہاں اور کن شرائط پہ ہورہے ہیں اور ان مذاکرات میں ثالثی کا کردار کون ادا کر رہا ہے؟

رضاء الحق: مختلف ممالک میں قومی ایشوز پر فیصلے کرنے کا اختیار مختلف طاقتور اداروں کے پاس ہوتا ہے۔ جیسے چین میں کمیونسٹ پارٹی ہے، تمام سیاسی اور عسکری فیصلے وہاں ہوتے ہیں۔ اسی طرح روس میں بھی طاقت کا مرکز ایک ہے۔ امریکہ اور چند مغربی ممالک میں جمہوریت تو ہے، مختلف الیکٹڈ باڈیز، پارلیمنٹ اور ملٹری اسٹیبلشمنٹ بھی ہے لیکن وہ سب قومی مفاد عامہ کے معاملے میں ایک ساتھ چل رہے ہوتے ہیں۔ پاکستان میں بھی سول اور عسکری قیادت بالخصوص نیشنل سیکورٹی کے معاملات میں ایک پیج پر ہوتی ہے۔ ایسی تنظیم جن کو کالعدم قرار دیا جا چکا ہے ان کے ساتھ ڈیل کرنے کا کیا طریقہ کار ہوگا، ان کے ساتھ بات چیت ہوگی یا ان پر ملٹری ایکشن ہوگا اس حوالے سے متحد ہو کر فیصلے کیے جاتے ہیں لیکن ان معاملات میں فیصلے کرنے کی اصل طاقت ہماری اسٹیبلشمنٹ کے پاس ہی ہوتی ہے۔ جہاں تک موجودہ مذاکرات کا تعلق ہے تو اس کا پس منظر یہ ہے کہ جب افغان طالبان نے اگست 2021ء میں امریکہ کو افغانستان سے نکال باہر کیا اور وہاں پر ان کی حکومت قائم ہوگئی تو وہاں پر ٹی ٹی پی کے لوگ موجود تھے۔ ان کو انگیج کرنے کے لیے افغان طالبان نے ایک اچھے برادر اسلامی ملک کے طور پر اپنا ایک رول پلے کرنے کی کوشش کی۔ ماضی میں اکثر پاکستان اور افغانستان کے تعلقات کشیدہ ہی رہے ہیں سوائے طالبان کے دور کے۔ نائن الیون کے بعد دنیا کے حالات میں تبدیلی آئی اور دہشت گردی کی جنگ شروع ہوئی۔ چونکہ پاکستان ایک سیکورٹی سٹیٹ ہے اور اس کے آس پاس کے ممالک پاکستان کو عدم استحکام کا شکار کرنا چاہتے ہیں لہٰذا ہمارے قبائلی علاقوں میں ٹی ٹی پی کے نام سے مختلف تنظیم وجود میں آئیں جن کو دشمنوں نے استعمال کیا۔ البتہ 2021ء کے آخر میں افغان طالبان کی سپانسرشپ کے ساتھ

مرتب: محمد رفیق چودھری

حکومت پاکستان اور ٹی ٹی پی کو قریب لانے کی کوشش کی گئی۔ اس میں ریاست پاکستان کے بڑے سیدھے مطالبات تھے کہ ہتھیار ڈال دیں اور ریاست پاکستان کو نقصان پہنچانا بند کر دیں پھر ان کے ساتھ مذاکرات ہو سکتے ہیں اور اگر رویہ درست ہوا تو عام معافی بھی مل سکتی ہے۔ دوسری طرف ٹی ٹی پی کے مطالبات یہ تھے:

1۔ ان کے جتنے لوگ گرفتار ہو چکے ہیں ان سب کو چھوڑ دیا جائے۔

2۔ کالعدم کا سٹیٹس ختم کیا جائے۔

3۔ فاٹا کو کے پی کے میں ضم کرنے کے حوالے سے ان کے جو تحفظات ہیں ان کو دور کیا جائے۔

اس کے علاوہ ان کے ایک دو گروپس کی طرف سے اسلامی نظام قائم کرنے کا مطالبہ بھی سامنے آیا۔

سوال: ٹی ٹی پی کے ساتھ مذاکراتی ٹیم میں حکومت پاکستان کی طرف سے وفاقی وزیر جاوید طوری اور کے پی کے حکومتی ترجمان محمد علی سیف شامل ہیں لیکن اس معاملے میں پارلیمنٹ کو آن بورڈ نہیں لیا جا رہا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اس کی وجہ یہ ہے کہ ابھی ہماری پارلیمنٹ معصوم ہے۔ یعنی یہ اتنی بالغ نہیں ہوئی کہ معاملات کو سمجھ سکے اور نہ اسے بڑا ہونے دیا گیا۔ ہماری پارلیمنٹ میں موجود اراکین کی اکثریت کو یہ معلوم ہی نہیں ہے کہ انہیں کرنا کیا ہے اور ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں۔ پارلیمنٹ کے ممبر کی ذمہ داری قانون سازی اور پالیسی سازی ہوتی ہے۔ موجودہ مذاکرات پالیسی سازی میں آتے ہیں لیکن ہمارے ممبران کو پالیسی سازی کا علم ہی نہیں ہے۔ دوسری طرف ہماری اسٹیبلشمنٹ نے پارلیمنٹ کو اتنی اہمیت ہی نہیں دی اور اس معاملے میں سارا اختیار اپنے پاس رکھا۔ حالانکہ اس معاملے میں بالادستی پارلیمنٹ کو حاصل ہونی چاہیے تھی اور اسٹیبلشمنٹ پارلیمنٹ کا دست وبازو اور معاون بنتی، اس کو سیکورٹی کے حوالے سے مشورہ دیتی اور پارلیمنٹ بھی ان کے مشورے کو اہمیت دیتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو اسٹیبلشمنٹ بحیثیت مجموعی ڈیل کر رہی ہے اور حکومت یا پارلیمنٹ کا اس میں کوئی دخل نظر نہیں آتا۔ پہلے افغانستان میں مذاکرات ہو رہے تھے تب بھی کوئی دخل نظر نہیں آتا تھا۔ حالانکہ پچھلے دور میں بلاول بھٹو بڑے پُرجوش انداز میں کہتے تھے کہ ٹی ٹی پی کے ساتھ مذاکرات میں پارلیمنٹ کو آن بورڈ نہیں لیا جا رہا۔ اب وہ خود پارلیمنٹ کا حصہ ہیں لیکن ان کی طرف سے کوئی بیان نہیں آیا۔ یقیناً دوسرے ممالک میں بھی اسٹیبلشمنٹ سیکورٹی کے معاملات میں دخل انداز ہوتی

ہے لیکن وہاں سول حکومت کے مشورے کے ساتھ سب کچھ ہوتا ہے۔ ماضی میں امریکی حکومت کا سکیورٹی کے معاملے میں اپنی اسٹیبلشمنٹ کے ساتھ اختلاف ہوا۔ حالانکہ دونوں کا ہدف ایک تھا۔ لیکن وہاں اسٹیبلشمنٹ نے آگے بڑھ کر ہدف حاصل کرلیا تو سول حکومت نے اس کے فیصلے کو تسلیم کرلیا۔ یعنی وہ دونوں قومی معاملات میں ایک پیج پر آ جاتے ہیں لیکن ہمارے ہاں اکثر حکومت اور اسٹیبلشمنٹ سکیورٹی کے معاملے کو اپنے درمیان وجہ تنازع بنالیتے ہیں اور ایک تنازعے کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔ اسٹیبلشمنٹ سمجھتی ہے کہ سکیورٹی کے معاملے میں حکومت دخل دیتی ہے حالانکہ یہ معاملہ دونوں کا مشترکہ ہوتا ہے۔ اگر اس حوالے سے کوئی اختلاف ہو تو اس کو احسن طریقے سے حل کرنا چاہیے۔ جیسے امریکہ، روس اور چین میں ہوتا ہے۔ روس اور چین میں تو پتا ہی نہیں چلتا کہ کوئی اختلاف تھا۔ لیکن ہمارے ہاں یہ اختلافات بہت شدت اختیار کر جاتے ہیں اور حکومتوں کو گرانے کا سبب بن جاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو کچھ اس حوالے سے اسٹیبلشمنٹ کر رہی ہے حکومت کو اعتراض نہیں ہوگا کیونکہ وہ نہیں چاہے گی کہ یہ جھگڑا لمبا ہو۔ ظاہر ہے اس کے بڑھنے سے پاکستان میں سکیورٹی کے مسائل پیدا ہوں گے۔ لہٰذا ظاہر یہی ہو رہا ہے کہ اسٹیبلشمنٹ اپنی مرضی کر رہی ہے اور حکومت خاموش ہے۔

سوال: ٹی ٹی پی کی دہشت گرد کارروائیوں کے خلاف پہلے آپریشن ضرب عضب ہوتا ہے، پھر کچھ عرصہ بعد آپریشن رد الفساد ہوتا ہے لیکن اب اسی کالعدم تنظیم کے ساتھ مذاکرات ہو رہے ہیں تو کیا یہ ریاست کی پسپائی نہیں ہے؟

رضاء الحق: اصل میں نائن الیون کے بعد امریکہ نے ایک نیا بیانیہ پوری دنیا میں رائج کیا اور مسلم ممالک کو ٹارگٹ کرنے کے لیے اس نے حملے کیے۔ پھر اس نے دہشت گردی کی جنگ کے عنوان سے مختلف لیبل بنائے۔ اس فورم کے ذریعے ہم نے پہلے ضرب عضب اور ردالفساد جیسے آپریشنز کی اصولی طور پر مذمت کی تھی کہ ملٹری آپریشن اس کا حل نہیں ہے۔ یقیناً رٹ آف دی سٹیٹ کو قائم کرنا بھی ضروری ہے۔ ٹی ٹی پی کا پورا بیانیہ لال مسجد کے واقعہ کے بعد بڑھا جو ایک فوجی طالع آزما جنرل مشرف نے شروع کیا تھا۔ جنرل مشرف مغربی ایجنڈے کو پاکستان میں لانا چاہتا تھا کہ پاکستان کو جدت پسند اور امریکی نواز ریاست بنا دیا جائے جس کا مغرب مشرف سے مطالبہ کر رہا تھا۔ جب کسی ملک پر ایک غیر ملکی طاقت حملہ کرتی ہے، بمباری کرتی ہے تو پھر وہاں سے مزاحمت بھی آتی ہے جیسے کہ افغانستان پر امریکہ نے حملہ کیا۔ لیکن ہمارے اپنے ملک میں ایسے لوگ جو ہمارے مسلمان بھائی ہیں، جن کے ساتھ ظلم بھی بہرحال ہوا اور ان میں سے بہت سے گمراہ بھی ہوجاتے ہیں لیکن ان کو واپس لانے کا طریقہ آپریشن نہیں تھا۔ ٹھیک ہے ہم نے پلان کیا اور ان کی militancy کو ختم کرنے کی کوشش کی اور ان کے خلاف دو آپریشنز کیے۔ لیکن ہم نے دنیا بھر میں دیکھا ہے کہ آخری حل مذاکرات ہوتے ہیں۔

> **ٹی ٹی پی نے پاکستان میں کارروائیاں ڈاماڈولا پر حملے کے بعد شروع کی تھیں جب مشرف نے کہا کہ یہ حملہ امریکہ نے نہیں بلکہ ہم نے کیا ہے۔ اس حملے میں بہت سے قرآن پڑھتے معصوم بچے شہید ہوگئے تھے۔**

آئرلینڈ میں پروٹسٹنٹس اور کیتھولکس کی بڑے عرصے سے جنگ چل رہی تھی لیکن ان کو بھی بالآخر مذاکرات کی میز پر بیٹھنا پڑا۔ یہ مذاکرات بھی کسی قسم کی پسپائی نہیں ہے۔ البتہ شرائط کٹھن ہونی چاہئیں۔ ریاست کی شرائط میں پہلی شرط یہی ہوتی ہے کہ اداروں کو یا ملک کو نقصان نہ پہنچایا جائے اور معصوم عوام کا نقصان نہ کیا جائے۔ ان مذاکرات کے ذریعے اگر پُرامن معاہدہ ہوجائے تو یہ بہت بہتر ہے۔

سوال: ملک میں اس وقت معاشی اور سیاسی خلفشار ہے اور قوم سیاسی لحاظ سے دو حصوں میں تقسیم ہوچکی ہے۔ آپ کے خیال میں یہ صورت حال ملک کو کس طرف لے کر جائے گی؟

ایوب بیگ مرزا: یقیناً ہم اس وقت معاشی اور سیاسی لحاظ سے بدترین خلفشار کا شکار ہیں۔ سیاستدان ایک دوسرے کی جان کے دشمن بن چکے ہیں۔ معاشی لحاظ سے ہم آئی ایم ایف کے سہارے پر ہیں۔ وہ کچھ روک دے تو ہم معاشی دیوالیہ پن کا شکار ہوجائیں گے اور اگر کچھ دے دے تو ہم سانس لیتے ہیں۔ چند دن بعد ضمنی الیکشن ہو رہے ہیں۔ فرض کیجیے کوئی اپوزیشن جماعت الیکشن کے نتائج سے مطمئن نہ ہو کر احتجاجی تحریک چلاتی ہے تو امریکہ ان حالات سے ضرور فائدہ اٹھائے گا۔ چاہے وہ IMF کے ذریعے مشکلات میں ڈالے یا FATF کے ذریعے نقصان پہنچائے۔ ٹی ٹی پی میں یقینی طور پر کچھ مسلمان غلط فہمی کے طور پر بھی شامل ہوگئے تھے لیکن اس میں بہت بڑا طبقہ پاکستان میں داخلی انتشار پیدا کرنے کے لیے امریکہ اور انڈیا نے شامل کروایا تھا۔ امریکہ ہماری امداد اس طرح کرتا ہے کہ مجھ سے پیسے لو اور ضائع کرو تاکہ اس کی گرفت اور مضبوط ہو۔ دوسری طرف ٹی ٹی پی میں ایک طبقہ ایسا ہے جو امریکہ، انڈیا کی طرح پاکستان کا دشمن ہے۔ لہٰذا ان کی دخل اندازی ضرور ہوسکتی ہے جس کے نتیجے میں پاکستان میں حالات پہلے سے خراب ہوجائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے معاشی حالات بہتر ہونے بہت مشکل ہیں۔ جب تک اسٹیبلشمنٹ، پارلیمنٹ اور عوام ایک پیج پر نہیں آجاتے کوئی بہتری کی صورت قطعی طور پر نظر نہیں آتی۔ پاکستان کے حالات میں آگے روشنی کی کوئی کرن نظر نہیں آ رہی۔ اگر ملک میں سیاسی استحکام ہوگا تو معاشی استحکام آئے گا لیکن سیاسی لحاظ سے مستقبل میں لڑائی جھگڑے بہت زیادہ نظر آ رہے ہیں۔

سوال: ٹی ٹی پی کی طرف سے دو واضح مطالبات آ رہے ہیں کہ ہمارے گرفتار راہنماؤں کو رہا کیا جائے اور قبائلی علاقوں میں موجود فوج کو واپس بلایا جائے۔ اگر ٹی ٹی پی کے دونوں مطالبات مان لیے جائیں تو پاکستان میں داخلی امن وامان کی گارنٹی کون دے گا؟

رضاء الحق: قبائلی علاقوں کا ایک تاریخی پس منظر ہے۔ جب افغانستان اور پاکستان کا وجود نہیں تھا اس وقت سے قبائلی لوگ ان علاقوں میں نسل در نسل رہ رہے ہیں۔ یقیناً اس کے مثبت پہلو اپنی جگہ پر موجود ہیں۔ لیکن قبائلی علاقہ ماضی میں پاکستان مخالف سرگرمیوں میں بھی استعمال ہوتا رہا ہے۔ افغانستان میں طالبان سے پہلے امریکہ کی puppet حکومت ان قوتوں کی پشت پناہ بنی ہوئی تھی۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ وہاں رٹ آف دی سٹیٹ قائم کرنے کی ضرورت تھی کیونکہ وہاں سے دہشت گردی ہو رہی تھی۔ دشمن قوتیں بھی لوگوں کو استعمال کر کے

پاکستان کو نقصان پہنچا رہی تھیں۔ افغانستان کے راستے اور ایران کے راستے سے دراندازی ہوتی رہی ہے۔ اس وقت جس علاقے کو secure کیا گیا اس کو سول انتظامیہ کے سپرد کرنے میں وقت لگتا ہے۔ جو مذاکرات چل رہے ہیں ہماری دعا ہے کہ یہ ایک اچھی نہج کی طرف جائیں اور نتیجہ خیز ثابت ہوں۔ فریقین میں ٹی ٹی پی کے ساتھ ساتھ پاکستان اور افغانستان بھی شامل ہیں۔ ان کے لیے بھی ضروری ہے کہ بارڈر کے علاقے کو اس طرح محفوظ کیا جائے کہ دہشت گردی کے حملے بھی بند ہوں اور یہاں سول انتظامیہ لائی جائے۔ پھر یہ بھی اقدام کرنے کی ضرورت ہے کہ افغانستان کی سرزمین سے بھی کوئی لاعلمی میں ایسا کام نہ کرے جس سے افغان حکومت کے لیے مسائل پیدا ہوں کیونکہ جب افغان طالبان امریکہ کے خلاف جنگ لڑ رہے تھے تو وہاں ہر قسم کے ایلیمنٹس موجود تھے۔ بہرحال فوری طور پر فوج کو واپس بلانے کا معاملہ ممکن نہیں ہے کیونکہ یہ ایک تدریج کا عمل ہے یعنی وقت کے ساتھ ساتھ ہوگا۔

سوال: ٹی ٹی پی پاکستان مخالف کارروائیوں میں ملوث رہی ہے، اس نے دہشت گرد حملوں میں ہزاروں سویلین اور فوجیوں کو قتل کیا۔ اگر ٹی ٹی پی کے ساتھ مذاکرات ہو سکتے ہیں تو جماعۃ الدعوۃ کے ساتھ کیوں مذاکرات نہیں ہو سکتے؟

ایوب بیگ مرزا: پہلے میں ٹی ٹی پی کے بارے میں کچھ عرض کر دوں۔ 1947ء میں افغانستان واحد ملک تھا جس نے اقوام متحدہ میں پاکستان کے ممبر بننے کی مخالفت کی تھی۔ ٹی ٹی پی نے پاکستان میں کارروائیاں ڈاماڈولا پر حملے کے بعد شروع کیں جب مشرف نے اس حملے کے بارے میں کہا کہ یہ حملہ امریکہ نے نہیں بلکہ ہم نے خود کیا ہے۔ اس حملے میں بہت سے معصوم بچے قرآن پڑھتے شہید ہو گئے تھے۔ اس کو بنیاد بنا کر ٹی ٹی پی میں تین طرح کے لوگ شامل ہو گئے ۔ 1۔ وہ لوگ جو شروع سے پاکستان کے خلاف تھے۔ 2۔ وہ لوگ جن پر امریکہ نے پاکستان کے ساتھ مل کر ڈرون حملوں کیے اور مظالم ڈھائے وہ ردعمل میں ہتھیار اٹھانے پر مجبور ہوئے ۔ 3۔ وہ لوگ جو امریکہ اور انڈیا کے ایجنٹ کے طور پر ٹی ٹی پی میں شامل ہوئے۔ ان کا نام تحریک طالبان بھی امریکہ نے رکھا تا کہ امریکہ ان کے ذریعے دو مقاصد حاصل کر سکے جو وہ پاکستان میں حاصل کرنا چاہتا ہے کہ ایک پاکستان کو نقصان پہنچا سکے اور دوسرا افغان طالبان کو بدنام کر سکے۔ جہاں تک جماعۃ الدعوۃ کا معاملہ ہے تو اس نے پاکستان کے اندر کوئی عسکری کارروائی نہیں کی اور نہ کوئی دہشت گردی کی۔ بلکہ یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ جماعۃ الدعوۃ اور اسٹیبلشمنٹ ہمیشہ ایک پیج پر رہے ہیں۔ ان کا اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ ان پر اگر کوئی الزام ہے تو بھارت میں کچھ کرنے کا الزام ہے۔

سوال: ٹی ٹی پی سے جب پہلے مذاکرات ہوئے تھے تو 30 مئی تک فائر بندی کا اعلان کیا گیا تھا۔ اب اس اعلان میں توسیع کرتے ہوئے غیر معینہ مدت مقرر کی گئی ہے ۔ کیا آپ کو یہ مذاکرات نتیجہ خیز نظر آ رہے ہیں؟

رضاء الحق: یقیناً نتیجہ خیز ہو سکتے ہیں لیکن اس کی بھی کچھ شرائط ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ فریقین کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جو بھی انہوں نے مذاکرات میں شرائط رکھی ہیں وہ ان کو پورا کریں اور درمیان میں اگر کوئی عبوری معاہدہ ہوتا ہے تو اس پر بھی مکمل عمل درآمد کیا جائے۔ یعنی سیز فائر کی پابندی کی جانی چاہیے۔ اگر ٹی ٹی پی کے لوگ یہاں آکر حملے کرتے تھے تو وہ بالکل بند کر دیں تا کہ اعتماد کی فضا قائم ہو۔ ثالثی کروانے والوں کو بھی غیر جانبداری کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ دوسری طرف پاکستان میں بھی قانون کو عملی صورت دی جائے کیونکہ لاپتہ افراد کا معاملہ ابھی تک لٹکا ہوا ہے۔ ماورائے عدالت قتل بالکل نہ کیا جائے۔

سوال: لاپتہ افراد کے معاملے میں کیا ہماری عدلیہ سنجیدگی سے کام لے رہی ہے؟

رضاء الحق: سیریس ہم اس وقت کہیں گے جب عدالت اس پر کوئی فیصلہ دے گی اور پھر اس فیصلے پر سب عمل درآمد کریں گے ۔ جب تک لاپتہ افراد کا معاملہ مکمل طور پر ختم نہیں ہوگا تو اس وقت تک ہماری عدلیہ پر کوئی یقین نہیں کرے گا۔ بہرحال اگر فریقین نیک نیتی کے ساتھ اس پورے معاملے کو حل کرنے کی کوشش کریں گے تو ان شاء اللہ تمام معاملات حل ہو جائیں گے۔

سوال: طالبان اقتدار میں آنے کے بعد پوری دنیا کو یقین دہانیاں کروا رہے ہیں کہ افغان سرزمین کسی دوسرے ملک کے لیے استعمال نہیں ہوگی لیکن ٹی ٹی پی کا بیس کیمپ افغانستان ہی ہے اور وہاں سے وہ پاکستان کے اندر دہشت گرد کارروائیاں کر رہے ہیں اور ایسا بھی ہوا کہ پاکستان کی فورسز نے افغانستان میں موجود ان کے اڈوں کو ٹارگٹ کیا ہے۔ افغانستان اور پاکستان کے نہ چاہتے ہوئے بھی ٹی ٹی پی وہاں سروائیو کیسے کر رہی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اس وقت افغان طالبان کی پوزیشن یہ ہے کہ وہ ایک طرف ہیں اور باقی ساری دنیا بشمول روس، چین اور پاکستان دوسری طرف ہیں۔ ہمیں توقع یہ تھی کہ امریکہ اور یورپ سے تو پُرامن طور پر معاملہ حل نہیں ہوگا البتہ پاکستان، روس اور چین افغان طالبان کی مدد کریں گے۔ لیکن ابھی تک روس اور چین کی طرف سے کوئی ٹھوس مدد نہیں ہو رہی۔ افغان طالبان کو اپنے داخلی معاملات کو بھی دیکھنا ہے۔ فرض کیجیے ایک گھرانے کے دو افراد پڑوسیوں سے اچھے تعلقات چاہتے ہیں لیکن گھر کی اکثریت اچھے تعلقات نہیں چاہتی تو کیا گھر کے سربراہ کے لیے اچھے تعلقات قائم کرنا آسان ہوگا؟ یہی مشکل اس وقت افغان طالبان کو پیش ہے۔ اگر وہ افغانستان میں موجود پاکستان مخالف حلقوں پر سختی کرتے ہیں تو خود افغان طالبان کا سروائیول مشکل میں پڑ جائے گا۔ پاکستان کی حکومت اور اداروں کو افغان طالبان کی مشکلات کا بھی لحاظ رکھنا چاہیے۔ کچھ عرصہ قبل جب بعض افغانوں نے باڈر پر لگی باڑ کو توڑا تھا تو جواب میں ہماری طرف سے بمباری کی گئی جس میں بے گناہ لوگ بھی جاں بحق ہوئے حالانکہ جنہوں نے یہ حرکت کی تھی ان پر ہی اٹیک کیا جاتا۔ ہمیں اپنے جذبات کو کنٹرول کر کے افغان طالبان کی حیثیت کو سمجھ کر کوئی اقدام اٹھانا چاہیے۔ اگر افغان طالبان ہماری حمایت میں پاکستان مخالف دھڑوں سے کوئی محاذ آرائی کرتے ہیں تو وہاں دوبارہ ایک جنگ شروع ہو جائے گی اور وہ پاکستان کے مفاد میں بھی نہیں ہوگی۔ فرض کریں اگر اس جنگ میں پاکستان مخالف گروہ افغانستان پر قابض ہو گیا تو پھر ہمارے لیے کیسے حالات ہوں گے؟ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں افغان طالبان کے معاملے میں برداشت کی پالیسی اپنانا چاہیے اور عسکری کارروائی سوچ سمجھ کر کرنی چاہیے۔

۞۞۞

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت

مولانا ندیم احمد انصاری

اسلام کے گلشن کو جن شہدائے عظام نے اپنا خون جگر دے کر صدا بہار کیا، ان میں خلیفۂ ثانی، فاروقِ اعظم، امیر المؤمنین، سیدنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا نام نامی، اسم گرامی سرِفہرست ہے۔ آپؓ آسمانِ عدالت وشجاعت پر آفتاب بن کر چمکے۔ آپؓ کے بے شمار فضائل احادیث میں بیان کیے گیے ہیں، مگر افسوس آج امتِ مسلمہ آپؓ جیسے جاں نثارانِ اسلام کی حیات وشخصیت سے ناواقف ہوتی جارہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام کی نہایت بزرگ ترین ہستی ہیں اور کیوں نہ ہو خود خلاصۂ کائنات، محبوبِ کبریا، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ نے بارگاہِ الٰہی سے جھولی پھیلا کر آپؓ کو مانگا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا فرمائی تھی؛ اے اللہ! ان دونوں' ابوجہل یا عمر بن خطاب میں سے جو تجھے زیادہ محبوب ہو، اس کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرما! اور یہ دعا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں قبول ہوئی۔ (ترمذی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذات وہ ذات ہے، جن کے اسلام میں داخل ہونے پر فرشتوں نے بھی خوشیاں منائیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام آسمان سے نازل ہوئے اور حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: ''اس وقت آسمان والے بھی عمر کے اسلام قبول کرنے پر خوش ہو رہے ہیں۔'' (ابن ماجہ)

نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے، خاتم الانبیا ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے۔ (ترمذی)

سابقہ امتوں میں کچھ محدث ہوتے تھے؛ وہ نبی تو نہیں ہوتے تھے، لیکن انھیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے صحیح باتوں کا الہام ہوتا تھا۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہوسکتا ہے، تو وہ عمرؓ بن خطاب ہیں۔'' (ترمذی)

اسی کا ثمرہ تھا کہ اگر کسی مسئلے میں مسلمانوں کا اختلاف ہوتا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مختلف ہوتی، تو وہ وحی نازل ہوتی تھی جس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تائید ہوتی۔ یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زبان ودل پر حق کو جاری فرما دیا تھا۔ [ترمذی] یہی نہیں بلکہ قرآن مجید میں بعض مقامات ایسے ہیں کہ جو کلمات حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرش پر کہے، وہی الفاظ عرش سے خدا کا قرآن بن کر نازل ہوئے۔ جیسے سورہ بقرہ کی وہ آیت' جس میں مقام ابراہیم پر نماز کا حکم ہے، دوسری آیتِ حجاب' جو سورۂ احزاب میں ہے اور تیسری سورۂ طلاق کی وہ آیت' جس میں فرمایا گیا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ اگر اپنی موجودہ ازواج کو طلاق دے دیں تو اللہ تعالیٰ ان سے بہتر بیویاں آپ ﷺ کو عطا فرما سکتا ہے۔ (مسند احمد)

علاوہ ازیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا رُعب عطا فرمایا تھا کہ اُن سے فساق وفجار تو کجا، شیطان بھی خوف کھاتا تھا۔ (ترمذی) ایک مرتبہ حضرت نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے، اے عمر! شیطان تمھیں جس راستے پر چلتا ہوا دیکھتا ہے، وہ اپنا راستہ بدل دیتا ہے۔'' (مسند احمد)

حضرت نبی کریم ﷺ جس وقت معراج کے مبارک سفر پر تشریف لے گئے، اس موقع پر آپ ﷺ نے بچشمِ خود جنت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا محل دیکھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے جنت میں محل دیکھا ہے جس کی ایک جانب ایک عورت وضو کر رہی تھی، (مجھے) پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ محل عمرؓ کا ہے۔'' (مسند احمد)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا اندازہ اس بات سے کیجیے کہ خود خلاصۂ کائنات ﷺ نے حضرت عمرؓ سے اپنے لیے دعا کی درخواست کی۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی کریم ﷺ سے عمرہ کی اجازت طلب کی، تو حضرت نبی کریم ﷺ نے انہیں اجازت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: 'بھائی! ہمیں اپنی دعاؤں میں بھول نہ جانا۔' (مسند احمد)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ سورج کبھی بھی عمر سے بہتر کسی شخص پر طلوع نہیں ہوا۔'' (ترمذی)

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی نظروں میں حضرت نبی کریم ﷺ کے بعد تمام امت میں سب سے بہترین آدمی پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ (مسند احمد)

خواب کی تعبیر کے امام، مشہور تابعی، حضرت امام ابن سیرینؒ فرماتے ہیں: ''حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی شان میں گستاخی کرنے والا کبھی حضرت نبی کریم ﷺ سے محبت نہیں کرسکتا۔'' (ترمذی)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے زمین کے بڑے حصے پر حکومت کی۔ آپؓ کی خلافت کا ایک کمال یہ بھی ہے کہ ان کے دورِ خلافت میں کہیں، کسی فتنے نے سر نہیں اٹھایا، اس لیے کہ ان کی ذاتِ والا صفات فتنوں کے درمیان بند دروازے کی طرح تھی، جب یہ دروازہ توڑ دیا گیا تو فتنے اُبل پڑے۔ (مسند احمد) اگر آپؓ کے عدل وانصاف اور ملکی انتظامات اور فتوحات پر نظر ڈالی جائے تو حیرت ہوتی ہے کہ وہ وہ کام آپؓ کی ذات سے ظاہر ہوئے، جن کا کوئی نمونہ دنیا میں پہلے موجود نہ تھا اور اگر آپؓ کی دینی خدمات اور روحانی کمالات کو دیکھا جائے تو آنکھیں خیرہ ہوجاتی ہیں اور صفحاتِ تاریخ میں اس کی جامعیت کی کوئی تاریخ نہیں ملتی۔ سچ تو یہ ہے کہ ان کا ہر رُویاں اپنے مرشدِ برحق ﷺ سید الکل فی الکل اور امام الانبیا والرسل کے سچا ہونے کی شہادت ساری دنیا کے سامنے ادا کر گیا۔ (سیرت خلفاے راشدین)

اس مختصر مضمون میں جو کچھ پیش کیا گیا، اسے صرف ایک نمونہ ہی کہا جاسکتا ہے بلکہ یہ ایک ترغیب ہے کہ نام نہاد مسلمان اسلام کی ایسی بزرگ ترین ہستیوں کے بارے میں جانیں اور ان کی شخصیت سے سبق حاصل کریں۔

حضرت عمرؓ کی شہادت کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں فیروز نامی ایک پارسی غلام رہتا تھا، جس کی کنیت ابولولو تھی۔ اس نے ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے آکر شکایت کی کہ میرے آقا مغیرہؓ بن شعبہ نے مجھ پر بہت بھاری محصول مقرر کیا ہے، آپ کم کروا دیجیے۔

حضرت عمرؓ نے تعداد پوچھی۔ اس نے کہا: روزانہ دو درہم۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ تو پیشہ کون سا کرتا ہے؟ بولا کہ نقاشی آہن گری۔ آپؓ نے فرمایا: ان صنعتوں کے مقابلے میں تو یہ رقم زیادہ نہیں ہے۔ فیروز دل میں سخت ناراض ہو کر چلا آیا۔ دوسرے دن حضرت عمرؓ صبح کی نماز کے لیے نکلے تو فیروز خنجر لے کر مسجد میں آیا۔ حضرت عمرؓ کی طرف سے کچھ لوگ اس کام پر مقرر تھے کہ جب جماعت کھڑی ہو تو وہ صفیں درست کریں۔ جب صفیں سیدھی ہو گئیں تو حضرت عمرؓ تشریف لائے اور جوں ہی نماز شروع کی، فیروز نے دفعتاً گھات میں سے نکل کر (مسلسل) چھے وار کیے، جس میں سے ایک ناف کے نیچے پڑا۔ حضرت عمرؓ نے فوراً حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کا ہاتھ پکڑ کر (انھیں) اپنی جگہ کھڑا کر دیا اور خود زخم کے صدمے سے گر پڑے۔ عبدالرحمن ابن عوفؓ نے اس حالت میں نماز پڑھائی کہ حضرت عمرؓ سامنے بسمل پڑے تھے۔ فیروز نے اور لوگوں کو بھی زخمی کیا، لیکن بالآخر پکڑ لیا گیا اور پھر خودکشی کر لی۔ حضرت عمرؓ کو لوگ اٹھا کر گھر لائے۔ سب سے پہلے انھوں نے پوچھا کہ میرا قاتل کون ہے؟ لوگوں نے بتلایا: فیروز۔ آپؓ نے فرمایا: الحمدللہ! میں ایسے شخص کے ہاتھ سے نہیں مارا گیا، جو اسلام کا دعویٰ رکھتا ہو۔ لوگوں کا خیال تھا کہ زخم چنداں کاری نہیں ہے، غالباً شفا ہو جائے، چنانچہ ایک طبیب بلایا گیا اس نے نبیذ اور دودھ پلایا، (مگر) دونوں چیزیں زخم کی راہ سے باہر نکل آئیں۔ حضرت عمرؓ نے اس کے تین دن کے بعد انتقال فرمایا اور محرم کی پہلی تاریخ، ہفتے کے دن مدفون ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نمازِ جنازہ حضرت صہیبؓ نے پڑھائی۔ حضرت علی، عبدالرحمن، عثمان، طلحہ، سعد بن ابی وقاص اور عبدالرحمن ابن عوفؓ نے قبر میں اتارا اور اس طرح یہ آفتابِ عالم تاب خاک میں چھپ گیا۔ (الفاروق)

یہ آفتاب تو خاک میں چھپ گیا، لیکن جاتے جاتے اپنے کردار اور فعل و عمل سے عظیم پیغام دنیا کو دے گیا کہ بھلے ہی تمھارے سامنے امیر المؤمنین بسمل پڑا ہو، لیکن تم ایسی حالت میں بھی اللہ کے فریضے کو کامل طور پر ادا کرتے رہنا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند سے بلند تر فرماتا رہے اور ہمیں ان کی زندگی اور شہادت سے سبق حاصل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین ❀❀

کارِ تریاقی

فکرِ گستاخ

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

فلسطین کبھی نہ ختم ہونے والے جبر و قہر کی شبانہ روز لپیٹ میں ہے حسبِ سابق۔ پوری امت کی موجودگی میں فلسطینیوں کے گھر، کاروبار، شادی ہال، اسرائیلی بلڈوزروں کی زد میں ہیں۔ گھر خالی کرنے، علاقے چھوڑنے کا حکم دینا اسرائیلی اتھارٹی کا تسلیم شدہ حق ہے۔ ایسے میں امریکی صدر جو بائیڈن کا دورۂ اسرائیل، ایک قدیمی دوست کا بھرپور خیرمقدم کیے جانے کے جذبے کا اظہار تھا۔ عالمی چودھری، فلسطینیوں کے لیے انصاف کی فراہمی یا حقوق کی پاسداری کا کوئی ایجنڈا نہیں رکھتا۔ یہ دورہ اسرائیل کو (فلسطینی مسئلے کو یکسر نظرانداز کرتے ہوئے) مرکز اسلام اور عرب ممالک سے قریب لانے کے لیے تھا۔ جبکہ خلیجی ممالک سے انہیں تیل نکلوانا مقصود تھا۔ بائیڈن نے اسرائیل اور امریکا کے مابین تعلق کو ہڈیوں کے گودے میں جاگزیں گہرا تعلق قرار دیا۔

دنیا بھر میں حقوقِ انسانی کی رٹ لگانے والے یہ دجالچے بھی کانے (یک چشم) ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ فلسطینی صدر سے ملاقات میں نہ دو قومی حل، نہ فلسطینی مسائل کے حل کے لیے مذاکرات میں پیش رفت کا کوئی تذکرہ ہوا۔ سارے پچھلے وعدے وعید روندتے ہوئے 87 سالہ محمود عباس کو ایک تحفہ ضرور دیا۔ امن تو دے نہیں سکتے، ہسپتال کے لیے 10 کروڑ ڈالر کی امداد کا احسان فرمایا۔ کیونکہ فلسطینی اتھارٹی کے بوڑھے صدر یا میزائیلوں، بلڈوزروں، اسرائیلی فوج کی گولیوں کی زد میں رہنے والوں کی حقیقی ضرورت ہسپتال ہی ہے۔ اپنے دورے میں 2 دن اسرائیل سے معاملات طے کیے، ایک صبح فلسطینی صدر کو خیرات کی۔ پھر وہ چلے عرب ممالک اور اسرائیل کے مابین تعلقات استوار کروانے۔ باوجودیکہ 2002ء میں سعودی شاہ عبداللہ نے جو طے کیا تھا، وہی پلان بعدازاں عرب لیگ نے بھی قبول کیا کہ اسرائیل سے تعلقات کی بحالی ایک قابلِ عمل فلسطینی ریاست کے قیام سے مشروط ہے۔ یہ پلان آج بھی ریاض میں موجود و محفوظ ہے۔ اگرچہ مغربی ممالک کی بے اعتنائی سے عملاً مردہ ہے۔ شاید بائیڈن اسی کی تدفین کے لیے سعودی عرب گئے!

یاد رہے کہ اُمتِ مسلمہ کی اپنی شناخت، اخوت اور مسلم عوام کے حقوق کے تحفظ کا باضابطہ خاتمہ (بالشّر) ٹرمپ کے ہاتھوں ہوا۔ ریاض میں 21 مئی 2017ء میں ٹرمپ کی 'امامت' میں 54 مسلم ممالک کے سربراہان کو 'عرب اسلامک امریکن اجلاس' میں 'اسلامی انتہاپسندی اور دہشت گردی' کے خلاف اکٹھا کیا گیا تھا۔ یہاں سے اس نئے دور کا آغاز ہوا جس میں عرب لیگ، او آئی سی میں شامل سبھی مسلم ممالک نے ٹرمپ کے ہاتھ پر گویا بیعت فرمائی۔ اس انہونی پر ٹرمپ کی خوشی دیوانگی کی حدود کو چھو رہی تھی۔ وفورِ مسرت سے کف آلود، سعودیوں سے معاہدات، جو امریکیوں کو 10 لاکھ نئی نوکریاں فراہم کرنے کو تھے اور 3 کھرب ڈالر جس سے امریکی صنعت کا بوجھ اترنا تھا، اس کا اظہار کرنے میں بھی ٹرمپ کو باک نہ تھا! مسلم امت سو رہی تھی۔ وہ جانتا تھا یہ کٹھ پتلی حکمرانوں کی انگلیوں پر ناچنے والے جذباتی، کم فہم، نعرہ باز مسلمان ہیں۔ سوشل میڈیا پر در فنطنیاں چھوڑ کر جنہیں الجھانا، بہکانا، پیچھے لگانا الٹے ہاتھ کا کھیل ہے۔ وہ کھیل ہر جا، جاری و ساری ہے۔ رہی سہی کسر محمد بن سلمان کی ٹرمپ کے داماد اور بیٹی کے ساتھ طویل مذاکرات اور دوستیوں نے پورے کیے۔ سعودی عرب کی پوری شناخت، ہیئت، قوانین بدل گئے۔ اسرائیل کے لیے امارات، بحرین مراکش سمیت کئی مسلم ممالک کے دروازے کھل گئے۔ یہود و ہنود کی پانچوں گھی میں اور سر کڑاہی میں تر بہ تر ہو گیا۔ اب بائیڈن دورے کا مقصد یہی تھا کہ اسرائیل فلسطینیوں کو بھلے روندتا رہے، عرب دنیا اسے شرفِ قبولیت بخشے۔ نیز مشرقِ وسطیٰ میں چین اور روس کو حاوی ہونے سے روکا جا سکے۔ یہ اس خطے پر امریکی حقِ مسلمہ قرار دیے جانے کا دورہ ہے۔

مسلم امت کا بزرگوار بن کر بائیڈن نے عراق اور مصر سے الگ الگ گفتگو فرمائی۔ عراق سے جمہوریت کا مطالبہ کیا۔ (اگرچہ جمہوریت کا برانڈ واضح نہیں کیا، اشرف

غنی ماڈل یا السیسی ماڈل؟) سعودی عرب میں گونگلوؤں سے مٹی جھاڑنے کی حد تک انسانی حقوق کے پیرائے میں امریکی (سعودی) صحافی جمال خشوگی کے قتل پر بات کی۔ مقصد امریکی انسانی حقوق تنظیموں، سیاست دانوں کا منہ بند کروانا تھا۔ تاہم بائیڈن نے بدترین حقوق انسانی کی پامالی کا ریکارڈ رکھنے والے مصری آمر السیسی پر بے پناہ داد و دہش نچھاور کی۔ کیونکہ مصر نے اسرائیل کے ضمن میں غزہ، فلسطینی علاقے کو دبا کر رکھنے، کنٹرول کرنے میں ناقابلِ یقین تعاون کا کردار ادا کیا تھا۔ باوجودیکہ مصر میں ہزاروں گرفتار، لاپتا، پھانسیاں، قتل کیے گئے۔ اختلاف ناممکن بنا دیا، مظاہروں پر پابندی ہے، پریس کا گلا گھونٹا گیا مگر بائیڈن کے کان پر جوں نہ رینگی۔ امریکا انسانی حقوق کی مکمل پامالی کے باوجود 1.3 ارب ڈالر مصر کو سالانہ امداد دے رہا ہے۔ 2.5 ارب ڈالر اسلحے کی ڈیل مزید دی گئی۔ ڈیل بھی ہے اور ڈھیل بھی۔ بائیڈن نے گرم جوشی سے سیسی سے کہا کہ میں بے شمار ایشوز پر آپ سے بات چیت کا منتظر ہوں۔ دجال کا گھیرا اسلام کے مراکز عرب دنیا، خلیجی ممالک میں ہوتا دیکھیے۔ موبائل تو ہر ہاتھ میں ہے مگر نجانے مسلمان اس پر کیا دیکھنے میں مگن ہیں۔ مسلم امہ کے مقدر میں گھولی جانے والی یہ سیاہی کیوں نظر نہیں آتی؟ پاکستان سیاسی بگولوں کی زد میں ہے۔ پہلے عمران خان کی سونامی کی تباہ کن دھمکیاں رہیں۔ ملک کو واقعی ہمہ نوع تباہی کے دہانے پر پہنچا کر پیچھے ہٹتے تو پاکستان کو سری لنکا بنا ڈالنے کی دھمکی زوردار رہی۔ پاکستان سے سچی محبت، اخلاص اور دردمندی کا تقاضا تھا کہ تقاریر کی شعلہ باری کی بجائے سنجیدگی سے ترقی کی منصوبہ بندی، تیاری کر کے متبادل پلان قوم کے سامنے رکھا ہوتا۔ باصلاحیت، پرعزم، مدبر ٹیم سامنے لائے ہوتے تو پچھلی کارکردگی، ناتجربہ کاری پر محمول کر کے قوم بھلا دیتی جو قابلِ رشک بہر حال نہ تھی۔ حالیہ سیاسی اکھاڑ پچھاڑ اور اتار چڑھاؤ، سازشی (کھوکھلی) تھیوریوں کو امریکا اسرائیل گٹھ جوڑ، مشرق وسطیٰ کے تناظر میں دیکھا جانا ضروری ہے۔ یہ انتخابی سٹنٹ تھا۔ ورنہ امریکا اسرائیل کے لیے پی ٹی آئی حکومت اور مزاج نہایت سازگار ہے۔

ملکی حالات آج بھی سجدہ طلب ہیں۔ مگر سجدوں کی توفیق، خطا کا اقرار، استغفار کا رجحان۔ سبھی فریق اس سے فارغ لاؤڈ اسپیکروں کے دوش پر سوار حکمرانی پکی کرنے کو گھوڑے دوڑاتے رہے ہیں۔ اخلاق و کردار کا ایسا ہمہ گیر بحران کب ہم نے کہیں دیکھا تھا۔ ایسے میں پاکستان کی 75 سالہ ڈائمنڈ جوبلی کی تیاری؟ ہیروں جیسا اللہ کا تحفہ پانچ دریاؤں، لہلہاتی زراعت کی سرزمین جو رمضان کی مبارک ترین شب ہمیں عطا ہوا، اس کے مقدر میں سیاہیاں بھرنے کو ہم نے کیا نہ کیا! یہاں آئے دن ہوتے شرمناک انکشافات بڑے چمکتے دمکتے کرداروں کا حقیقی چہرہ سامنے لاتے ہیں۔ مگر حیا، غیرت تیمور کے گھر سے رخصت ہوئی۔ لاپتا افراد کمیشن کے جاوید اقبال سالہا سال سبھی کچھ کرتے رہے۔ ایک خاتون کے پھٹ پڑنے پر گندگی کا گٹر ابل آیا۔ اعلیٰ ترین حلقے بدترین اعمال کے حامل کی پشت پناہی کرتے رہے۔ ایک دوسرے کی بلیک میلنگ کرتے رہے۔ مظلوم اور مسکین بچوں اور خواتین کی مجبوریوں کا استحصال کرنے والے پر غریب قوم کے ٹیکسوں سے بھاری بھرکم مراعات نچھاور کی جاتی رہیں۔

75 سالوں کے ہمہ نوع اسکینڈلوں اور عوام کے مقدر سے کھیلنے والوں کے لیے دنیا میں سزا ممکن ہی نہیں۔ سب کھاتے آخرت میں کھلیں گے رجسٹر در رجسٹر، آڈیو، وڈیو سبھی ریکارڈ۔ فی الوقت تو ہم پانی پانی ہوئے پڑے ہیں۔ شرمساری سے نہیں، آسمان کی موسلا دھاری سے۔ جا بجا (Cloud Burst) بادل پھٹ پڑنے کا سامنا ہے۔ سونامی ہی کی صورت ہے ہماری شامتِ اعمال کے ہاتھوں۔ مغرب نوازی میں ہم سال بھر انہی کے دن مناتے ہلکان ہوتے ہیں جن پر اللہ غضب ناک ہوا کہ وہ خدا کا بیٹا (نعوذ باللہ) تخلیق کرتے ٹھہراتے ہیں نبی کو۔ 'قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑے، زمین شق ہو جائے، پہاڑ لرز کر گر پڑیں' کی وعید ہے اس پر جس کا ہمیں بھی سامنا ہے۔ لینڈ سلائیڈنگ، غرقابی کا جا بجا منظر ہے۔ بدترین فضول حلیوں میں۔ قوم کی وہ بیٹیاں کہ جن کو بننا تھا بتول! پوری تہذیب کفریہ رنگ میں رنگی جا رہی ہے۔ عالمگیر موسمیاتی تباہی صنعتی ترقی کے گہوارے بڑے ممالک کی اندھادھند صنعت کاری سے ہوئی۔ امریکا، چین روس، بھارت، برازیل وہ ممالک ہیں جو زہریلی گیسوں کے اخراج کی بنا پر پورے گلوب کو موسمیاتی تبدیلی کی بلا میں جھونکنے کے ذمہ دار ہیں۔ 1990ء سے آج تک 6 ہزار ارب ڈالر کا نقصان دنیا نے اس بنا پر اٹھایا ہے۔ اس نام نہاد ترقی نے ہر سطح پر دنیا کو گھن چکروں میں ڈال رکھا ہے۔ جنگی تباہیاں کیا کم تھیں جو اب آسمان بھی ٹوٹ پڑا ہے۔ کہیں سورج تپش سے بھونے ڈال رہا ہے کہیں سیلابوں کا سامنا ہے۔ الامان۔ الحفیظ!

وہ فکرِ گستاخ جس نے عریاں کیا ہے فطرت کی طاقتوں کو
اسی کی بے تاب بجلیوں سے خطر میں ہے اس کا آشیانہ!

شعبہ خط و کتابت کورسز کی تاریخ میں ایک اور سنگِ میل کا اضافہ!!

آن لائن کورس

- کیا آپ جاننا چاہتے ہیں؟ ازروئے قرآن ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ نیکی اور تقویٰ اور جہاد اور قتال کی حقیقت کیا ہے؟
- کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ گیر تصور سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ نجی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مدلل جواب دینے کی اہلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

تو

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم و مغفور کے مرتب کردہ

"مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب" پر مبنی

"قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس" سے استفادہ کیجئے

یہ کورس (جو ایک عرصہ سے بذریعہ خط و کتابت کروایا جا رہا ہے) شائقین علوم قرآنی کی دیرینہ خواہش پر

الحمد للہ! اب یہ کورس آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہو چکا ہے

برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط و کتابت کورسز، قرآن اکیڈمی، K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور

فون: 3-35869501(42-92) E-mail:distancelearning@tanzeem.org

قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تیری!

ابو محمد

پاکستانی مسلمان کی زندگی دو مقاصد کے گرد گھومتی ہے:

1۔ اللہ کی رضا کے مطابق دین اسلام کی سربلندی

2۔ وطن عزیز پاکستان کی حفاظت اور ترقی

میری زندگی کا مقصد دین اسلام کی سربلندی و سرفرازی ہے۔ بحیثیت مسلمان میری زندگی کا سب سے بڑا نصب العین اسلامی تعلیمات کا فروغ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے قرآن وسنت کی پیروی اور رضائے الٰہی کو سب پر فوقیت دینا اس میں شامل ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

”اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔“

پوری طرح مذہب میں داخل ہونے کا مطلب ہے کہ ہم اپنی زندگی کے تمام پہلوؤں اور تقاضوں میں احکامات شریعت اور احکاماتِ دین سے غافل نہ ہونے پائیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دو چیزیں ایسی ہیں جن کو اپنی زندگی میں کبھی نہیں چھوڑنا۔

((كتاب الله وسنتِ رسولِ))

”اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔“

آج کے نوجوانوں کو کبھی سوشل ازم، کبھی کیمونزم اور کبھی سیکولرازم کی چکا چوند روشنیوں سے دھوکا دیا جا رہا ہے جب کہ وہ جانتے ہی نہیں کہ دین اسلام عظمت وصداقت میں سب ادیان سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے لیے بہترین طرزِ حیات، بُود وباش، قانون و آئین، بہترین اُصول، نظام زندگی اور بہترین ضابطہ حیات کے لیے دین اسلام کو پسند فرمایا ہے۔

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط﴾ (المائدہ:3)

”آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطورِ دین (مکمل نظام حیات کی حیثیت سے) پسند کر لیا۔“

ہمیں چاہیے کہ اپنی ساری زندگی دینی تعلیمات کے تحت گزاریں۔ مادیت پرستی اور فریب دنیا کے سحر سے بچیں اور ان لوگوں سے دور رہیں جنہوں نے مذہب کو ایک کھیل تماشا بنا کر مذہب کو نجی اور انفرادی معاملہ بنا کر خود کو ناپاکیوں کے سپرد کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ایسے لوگوں کو وعید سنائی ہے کہ جس طرح انہوں نے دنیا میں میری آیتوں سے غفلت برتی اسی طرح روزِ قیامت میں بھی ان کو بھول جاؤں گا۔

ہمیں چاہیے کہ تمام کام جو حقوق اللہ یا حقوق العباد کے ہوں ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے مرتب کردہ اصولوں کے مطابق کریں۔ علم ہو یا عمل، تجارت ہو یا معیشت، نظام زندگی ہو یا عقائد کی بات بہترین راستہ قرآن وسنت میں ہی ہے۔

مجھے افسوس اس بات پر ہوتا ہے کہ آج ہمارے بہت سے نوجوان تہذیب مغرب کے دلدادہ ہیں۔ ایسے نوجوانوں کو اقبال نے پیغام دیا ہے کہ:

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمیؐ
اُن کی جمعیت کا ہے ملک ونسب پہ انحصار
قوت مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تیری
دامن دین ہاتھ سے چھوٹا تو جمعیت کہاں؟
اور جمعیت ہوئی رخصت تو ملت بھی گئی

پاکستانی مسلمان کی زندگی کا دوسرا مقصد وطن عزیز پاکستان ہے۔ جو مجھے دل وجان سے پیارا ہے۔ میں اپنی زندگی کا ہر پل اپنے ملک کے استحکام اور مضبوطی کے لیے صرف کرنا چاہتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں آپس کے جھگڑوں سے نکل کر ملک وقوم کی بقا، سلامتی، ترقی اور خوشحالی کے لیے آگے آنا چاہیے۔ یہ ہم سب کی اجتماعی ذمہ داری آتی ہے کہ ہم اپنے ملک کی خوشحالی کے لیے دن رات ایک کر دیں کیونکہ نوجوان ہی ہر قوم کا ہراول دستہ ہوتے ہیں۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ:

آؤ اپنے جسم چُن دیں اینٹ پتھر کی طرح
بے در و دیوار ہے لیکن یہ گھر اپنا تو ہے

بحیثیتِ قوم ملکی ترقی کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے متفق و متحد ہو کر مشترکہ کاوشیں کرنا ہوں گی اس کے لیے ہمیں تن من دھن قربان کرنا چاہیے اور ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ ہم سب زندگی میں جہاں بھی ہوں، جیسے بھی ہوں، جو کام بھی کر رہے ہوں، جس حالت میں بھی ہوں ہمیں اپنا نصب العین یاد رکھنا چاہیے کیونکہ جو اپنے نصب العین کو بھول جاتے ہیں ناکامی اور ذلت ان کا مقدر بن جاتی ہے۔

جسم و جان کو جلانا پڑے گا تمہیں
یوں اجالے ملیں گے نہ خیرات میں

نصب العین کے حصول اور ملک وقوم کی بقاء، سلامتی، ترقی اور خوشحالی کے حصول کے لیے میرے پاس چند تجاویز ہیں۔

اتفاق واتحاد کا فروغ

”ملک وقوم کی بقاء، سلامتی، ترقی اور خوشحالی کے حصول کے لیے پوری قوم کو متحد اور متفق ہو کر وطن کے لیے کام کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں ہم سب پر ذمہ داریاں عائد ہوتی ہے کہ ہر پاکستانی اپنی حیثیت، ہمت اور طاقت کے مطابق اپنا اپنا کردار ادا کرے۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے ملت کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

علاقائی، لسانی، نسلی اور مذہبی تعصبات اور فرقہ واریت پھیلانے والوں کا خاتمہ کریں اس کے لیے نوجوانوں کو ہراول دستہ بننا پڑے گا۔ اخوت، بھائی چارے، رواداری، صبر وتحمل اور برداشت جیسے اعلیٰ اقدار کو فروغ دینا ہوگا۔ ذات پات، رنگ ونسل کے تفاوت کو ختم کرنا ہوگا اور صرف اس آدمی کو لائق عظیم سمجھا جانا چاہیے جس کے اندر حقیقی انسانیت اور ابدیت موجود ہو۔

گھن کی صورت یہ تعصب تجھے کھا جائے گا
اپنی ہر سوچ کو محسن نہ علاقائی کر

خود اعتمادی اور خود انحصاری

دنیا میں ایک عظیم قوم بننے کے لیے خود انحصاری اور خود اعتمادی کو پیدا کرنا پڑے گا۔ سہاروں اور بیساکھیوں کی بجائے محنت کو شعار بنانا چاہیے۔ غیرت مند قومیں دوسروں سے کبھی مدد نہیں لیتی۔ وہ اپنی مدد آپ کے تحت رات دن محنت کر کے وسائل کا درست اور پورا پورا استعمال کرتی ہیں۔

سہارا جو کسی کا ڈھونڈتے ہیں بحرِ ہستی میں
سفینہ ایسے لوگوں کا ہمیشہ ڈوب جاتا ہے

ہم اپنے نصب العین کے حصول کے لیے ہر طرح کی کاوش کریں گے اور اپنے پیارے وطن اور دینِ اسلام کو دنیا میں ایک عظیم ترین دین اور ملک بنانے کے لیے بھرپور کردار ادا کریں گے۔ میری دعا ہے:

خدا کرے کہ مری ارض پاک پر اترے
وہ فصل گل جسے اندیشہ زوال نہ ہو

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی

غلام نبی بٹ

بزرگ صحافی ملک نصراللہ خان عزیز مرحوم کا یہ زبان زد عام مصرع صحابہ کرام ؓ کی ولولہ انگیز زندگی سے کشید کیا ہوا جوہر ہے۔ یہ بتاتا ہے کہ عشق بلاخیز کے ان باعظمت اہل قافلہ نے قرآن حکیم کی اس آیت کے تقاضوں کے مطابق اپنی زندگی کی آخری سانس تک گزاری کہ ''یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ ادا کریں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے۔'' (الحج:41)۔ نہ صرف اُمت مسلمہ بلکہ دین کے سخت ترین دشمن بھی صحابہ کرامؓ کی دین حق کی سربلندی کے لیے جان، مال، اولاد، اور وطن کی قربانی کی تحسین سے انکار نہیں کر سکتے۔ اسی لیے تو باری تعالیٰ ان کی تعریف میں فرماتے ہیں ''یہی تو وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت بخشی اور یہی لوگ دانش سے بہرہ مند ہیں''۔ (الزمر:39)۔ صحابہ کرامؓ کی فنافی اللہ اور فنافی رسولؐ زندگی ہمارے لیے، دین کے لیے دنیا کی آلائشوں سے بے رغبتی فرائض کی بے لوث بجاآوری اور ایثار وقربانی، باہمی الفت ومحبت کی بہترین مثال ہے۔ یہ لوگ قرآن کے اولین مخاطب بھی تھے اور اس کے نزول کا سبب بھی جس طرح نبی اکرمؐ کو تمام انبیاء کرام میں ایک ممتاز مقام حاصل ہے اسی طرح صحابہ کرامؓ کو بھی پوری امت مسلمہ میں بالخصوص اور انسانیت میں بالعموم انبیاء کے بعد نمایاں فوقیت وعظمت کا مقام حاصل ہے اور پھر اسی طرح، جس طرح رسولؐ کی پوری زندگی کی سیرت ایمان کو جلا بخشنے اور دلوں کو ہر طرح کے زنگ سے پاک کرنے کا ذریعہ ہے۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ کی زندگی بھی ایمان کو جلا بخشنے، جذبوں کو مہمیز دینے اور دین کی بقاوسالمیت کے لیے ہر طرح کی قربانی دینے کا ذریعہ بھی ہے۔ اگر ہم یعنی آج کے ایمان کے دعویدار اور عشاق رسولؐ، صحابہ کرام کے نقوش پا کے حوالہ سے قرآن کریم کی ہدایات اور رسول اللہؐ کی سیرت سے واضح راہنمائی رکھنے کے باوجود مختلف مسائل اور آفات کا شکار ہیں تو لازماً یہ ماننا پڑے گا کہ ہمارے قول وفعل میں تضاد اور منافقت کو اپنا لیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج اُمت مسلمہ اور اس کے حکمران اللہ تعالیٰ کی شدید پکڑ میں ہیں۔ یہود وہنود ونصاریٰ اور دشمنان اسلام ہمارے پیرو مرشد اور امام ہیں۔ ہماری معیشت، سیاست، معاشرت، خاندانی نظام، ذلت ومسکنت کے گڑھے میں گرنے کو ہے لیکن ہم پھر بھی قرآن وحدیث اور سلف الصالحین کی قرآن وحدیث کے احکام سے مزین زندگی سے سبق نہیں سیکھ سکتے۔ صحابہ کرامؓ اور بلااستثنا سلف الصالحین کی زندگی قرآن حکیم کی درج ذیل آیات کی عملاً تفسیر ہے جو موجودہ اور تاقیامت آنے والی نسلوں کے لیے نشان راہ ہیں۔ فرمان الٰہی ہے ''جن لوگوں نے کہا اللہ ہی ہمارا رب ہے اور (تمام مشکلات کے باوجود) اس پر کامل یکسوئی کے ساتھ ثابت قدم رہے، یقیناً اُن پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ نہ ڈرو نہ غم کھاؤ اور خوش ہو جاؤ اس جنت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے''۔ (حم سجدہ: 29)۔ پھر دوسری جگہ فرمان الٰہی ہے ''جس نے کہا میری نماز، تمام مناسک عبودیت، میرا جینا اور مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین کے لیے ہے جس کا کوئی شریک نہیں مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلے سر اطاعت، جھکانے والا میں ہوں (انعام: 163)۔ پھر ارشاد الٰہی ہے ''اور اس شخص کی بات سے اچھی بات اور کس کی ہوگی جس نے اللہ کی طرف بلایا اور نیک عمل کیا اور کہا میں مسلمان ہوں''۔ (حم سجدہ: 30-33)۔ یعنی کبھی اتفاقاً نہیں کہا کہ اللہ میرا رب ہے یا میری جان ومال کا مالک، میرا دادرس، مشکل کشا اور حاجت روا ہے بلکہ اس کا عمل اس کے قول کی عملی تفسیر ہو۔ سیدنا عمرؓ فرماتے ہیں کہ استقامت اختیار کرنے والے لوگ وہ ہیں جو اللہ کی اطاعت پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ دین کے دشمنوں اور مسلمانوں کے قاتلوں کے احکام کی اطاعت کرنے والے نہ ہوں۔ فرشتوں کی اس تلقین کا مطلب یہ ہے کہ باطل قوتیں خواہ کتنی ہی زور آور ہو ان سے کسی بھی صورت میں دوستی یا مداہنت سے کام نہ لیا جائے۔ حق پر ثابت قدمی کی وجہ سے جو تکلیفیں اُٹھانی پڑیں خندہ پیشانی اور جرأت کے ساتھ نیک عمل کی کھلے بندوں دعوت دیں اور اس سلسلہ میں مداہنت، منت سماجت سے قطعی احتراز کریں۔ اس عظیم کردار کی لاتعداد مثالیں ہمیں تاریخ اسلام میں دیکھنے کو ملتی ہیں کہ ہمارے اسلاف نے اپنے عقائد، دین کی بنیادوں کے تحفظ میں اور اللہ تعالیٰ اور ناطق وحی سیدنا محمدؐ کے احکامات کی اطاعت میں اپنی جان ومال اپنی اولاد کی قربانی سے دریغ نہیں کیا نہ ہی کسی طرح کی مداہنت اور شش پنج سے کام لیا۔ اس سلسلہ میں ہمارے سامنے سیدنا حسن اور سیدنا حسینؓ ودیگر صحابہ کرامؓ میں سیدنا مصعب بن عمیر جنہیں مسلم برادری میں مصعب الخیر کا لقب ملا تھا کی عظیم قربانیاں ہمارے لیے درخشندہ مثالیں ہیں۔

سیدنا حسینؓ نے نبی اکرمؐ کے دین کی بقا اور اس کی سالمیت میں اپنا تمام مال ومتاع اور اپنا پورا کنبہ قربان کر دیا مگر طاغوت اور اس کے کار پردازوں کے تمام مطالبات کو جوتے کی نوک پر رکھا۔ یوں انہوں نے نہ صرف تاریخ اسلام بلکہ تاریخ انسانیت کے لیے تاریخ ساز قربانی کی انمٹ مثال قائم کی۔ اسی طرح رسول اللہؐ کے عظیم جانباز ساتھی سیدنا خبیبؓ بن عدی کو غزوہ بدر میں مکہ کے ایک مشرک کے قتل میں اس کے ورثاء نے سولی پر چڑھا کر ان کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔ اس موقع پر کفار نے ان کے ایمان کا سودا کرنے کا فیصلہ کیا اور یوں کہا کیا تو چاہتا ہے کہ اس وقت میری جگہ محمدؐ ہو تو صحیح سلامت اپنے اہل خانہ میں ہو تو ہم تجھے چھوڑ دیں گے۔ اس موقع پر ہم جیسا کوئی نام نہاد مسلمان ہوتو اپنی جان بچانے کے لیے رخصت کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے اہل کفر کا مطالبہ مان لے اور اپنی جان بچالے لیکن اس عظیم جانثار رسولؐ نے موت کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہوئے بھی کمال سکون اور پوری جرأت سے کہا ''میں تو یہ بھی نہیں چاہتا کہ میرے محبوب (رسول اللہؐ) کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھ جائے اور میں چھوڑ دیا جاؤں''۔ عباسی خلیفہ ابوجعفر المنصور نے امام ابوحنیفہؒ کو قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کا عہدہ پیش کیا مگر امام صاحب نے معذرت کی جس کی بنا پر اس نام کے مسلمان حکمران نے انہیں جیل میں ڈال دیا اور جیل میں ہی اُن کی وفات ہوئی مگر امام

حنیفہؒ نے جیل جانا پسند کیا مگر یہ عہدہ قبول نہیں کیا۔ انہیں بخوبی علم تھا کہ قاضی (جج) کا منصب پھولوں کی نہیں بلکہ کانٹوں کی سیج ہے۔ نامعلوم آج ہمارے معاشرے میں جج بننے کے لیے کس کس طرح کے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔ سفارش، منت سماجت اور خوشامد کے پہاڑ عبور کرنے پڑتے ہیں پھر حکومت اپنے ڈھب کے لوگوں کو جج بھرتی کر کے مقدمات میں اپنی خواہشات کے مطابق فیصلے جاری کرواتی ہے۔ یوں مجرم کو محرم اور محرم کو مجرم بنانا آسان ہوجاتا ہے۔ اس طرح کے جج حضرات (الا ماشاء اللہ) مقدمات کے فیصلے کرتے ہوئے خدا خوفی، قیامت میں احساس جوابدہی اور لوگوں کی لعنت وملامت سے چشم پوشی کرتے ہیں۔ اس طرح کے ججوں کو ریٹائرمنٹ کے بعد بھاری مراعات تاحیات ملتی ہیں جو شرعاً ناجائز ہے۔ ہماری اسلامی تاریخ میں اس طرح کے واقعات ناپید ہیں۔ ججوں کو یہ مراعات ریٹائرمنٹ کے بعد لینے سے انکار کرنا چاہیے۔ اس میں اُن کی دنیوی اور آخروی کامیابی ہے۔ اس طرح کے اذیتناک اور قرآن وحدیث اور انسانیت کے منافی فیصلوں سے ہماری پاکستان کی تاریخ بھری پڑی ہے۔

دین کے اصولوں پر استقامت اختیار کرنے اور کسی بھی طرح کی کمزوری یا کوتاہی نہ دکھانے کے حوالے سے امام احمد بن حنبلؒ کی عظیم قربانی کی مثال ہماری تاریخ کا خوبصورت باب ہے جب انہوں نے اپنے وقت کے سفاک حکمران حجاج بن یوسف کے غیر اسلامی اور غیر شرعی حکم کو کمال جرأت ایمانی سے مسترد کر دیا۔ جس کی پاداش میں اس منافق، ظالم اور سفاک حکمران نے اس جلیل القدر اور ممتاز داعی دین اور عظیم معلم دین کو کوڑے لگوائے۔ مگر امام احمد حنبلؒ نے اس ناروا ظلم کو خندہ پیشانی سے انگیز کیا اور کسی طرح کی مداہنت سے کام نہیں لیا۔ ہماری آج کی تاریخ بھی اس طرح کی نادر اور اسلامی اصولوں پر ڈٹ جانے اور پھر اپنی جان ومال کی عظیم قربانیوں سے بھری پڑی ہے۔ مصر کی احیائے اسلام کی سب سے بڑی اور منظم تحریک ''اخوان المسلمین'' جس کے عظیم اور ہردلعزیز راہنما حسن البنا کو انگریز اور صہیونی طاغوت کے پرستار نام نہاد مسلمانوں نے شہید کر دیا اور آج تک اس تنظیم کے مرشد عام اور ہزاروں ثابت قدم راہنماؤں اور کارکنوں کو بے دردی سے شہید کیا جارہا ہے۔ اب بھی لاکھوں کارکن جیلوں میں اذیت ناک سلوک سے گزر رہے ہیں۔ اسی تنظیم کے عظیم معلم دین اور معلم انسانیت اور مفسر قرآن اور لاتعداد کتابوں کے مصنف سید قطب کو تختہ دار پر لٹکا دیا کہ انہوں نے کفر کے ایک کل پرزے جمال عبدالناصر کے احکام کو جوتے کی نوک پر رکھا۔ شہادت قبول کی مگر مداہنت سے کسی بھی صورت میں کام نہیں لیا۔ آج بھی اخوان پر ظلم وجبر جاری ہے۔

مصر کے منتخب صدر مرسی کو امریکی طاغوت کی آلہ کار فوج کے سربراہ جنرل سیسی نے اقتدار پر ناجائز قبضہ کر کے انہیں صدارت سے معزول کر کے جیل میں ڈال دیا جہاں سے انہیں اذیت ناک سلوک سے گزار کر اور لوہے کے پنجرے میں ڈال کر اپنی دجالی عدالت میں لایا گیا، آخر کار یہ سراپا عظمت وعزیمت انسان دنیا کی آنکھوں کے سامنے اسی آہنی شکنجے میں گر کر دم توڑ گیا۔ بزبان اقبال

سر خاک شہیدے برگہائے لالہ می پاشم
کہ خونش با نہال ملت ما سازگار آمد

ان شاء اللہ اسی طرح مغرب کی ایک لے پالک اور بھارت کی پروردہ بنگلا دیش کی وزیراعظم حسینہ واجد نے جماعت اسلامی بنگلا دیش کے عظیم راہنماؤں کو پھانسیاں دے کر اپنے دل کی آگ ٹھنڈی کی۔ رسول رحمت وناطق وحیؐ کی بلاچوں چراں اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور جس نے اپنی زندگی اسی اصول کے مطابق گزار کر استقامت کا مظاہرہ کیا اور ہر طرح کی دوسری اطاعتوں اور نظریات سے منہ موڑ کر برملا کہا اللہ تعالیٰ ہی میرا رب ہے، مشکل کشا ہے، میرا حاکم مطلق ہے، میرا خالق ہے اور برملا کہتا ہوں کہ میں اپنے معبود حقیقی کے مطابق پہلا اور حقیقی اطاعت گزار ہوں۔ افسوس ہے اس حقیقت پر کہ لا الہ الا اللہ کے عزم پر حاصل کیا گیا مملکت پاکستان کے حکمرانوں کی تاریخ بھی اس طرح کے منافق، دین کے دشمن اور غیر ملکی حکمرانوں کے ایجنٹوں سے بھری پڑی ہے۔ جب قائداعظمؒ کی وفات کے بعد یہ ملک اس طرح کے حکمرانوں کے ہتھے چڑھ گیا جنہوں نے ملک پاکستان کی دینی، اخلاقی، سماجی، معاشی اور اخلاقی بنیادوں پر تیشہ چلانے اور کرپشن کی عظیم داستان رقم کر کے اپنے آپ کو بدنام اور کرپٹ ترین حکمران کہلوانے سے دریغ نہیں کیا اور اسی پر بس نہیں بلکہ دین کے حقیقی اور مخلص علمائے کرام اور دانشوروں کو بدنام کرنے اور انہیں پس دیوار زنداں کرنے میں اپنا مذموم کردار ادا کیا۔ مثلاً مفسر قرآن دین کے داعی، اعلیٰ پائے کے مصنف اور عالم اسلام کے معروف راہنما مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کو قادیانیوں کے ایجنٹ فوجی حکمران، پنجاب میں مارشل لا کورٹ کے فوجی جج نے قادیانیت کی سازشوں کو ''مسئلہ قادیانیت'' پمفلٹ لکھ کر طشت از بام کرنے پر سزائے موت سنائی اور یہ بھی کہا کہ اگر مولانا مودودی رحم کی اپیل کریں تو سزا معاف ہوسکتی ہے لیکن مولانا مودودی نے اپنے بہی خواہوں کی خواہش کے باوجود معافی کی اپیل کرنے سے قطعی انکار کیا اور ساتھ ہی یہ تاریخی جملہ بھی کہا کہ اگر میری قسمت میں پھانسی کے ذریعہ موت لکھی ہوئی ہے تو میں ہزار بار منت سماجت کے باوجود موت سے نہیں بچ سکتا لیکن اگر میری قسمت میں اس وقت موت لکھی ہوئی نہیں تو یہ حکمران اُلٹے بھی لٹک جائیں تو میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔ عالم اسلام کے شدید دباؤ میں آ کر حکومت نے انہیں رہا کرنے کا اعلان کیا۔ یوں مولانا مودودی نے اسلام کی درخشندہ روایات اور قرآن وحدیث کے احکام اور سلف الصالحین کی سیرتوں کے مطابق مبنی برحق موقف پر جرأت واستقامت کا عظیم الشان مظاہرہ کرتے ہوئے واشگاف اعلان کیا۔

میری زندگی کا مقصد تیرے دیں کی سرفرازی
میں اس لیے مسلماں میں اسی لیے نمازی

❁❁❁

دعائے مغفرت

إنّا لله وإنّا إليه راجعون

☆ حلقہ لاہور شرقی، چھاؤنی تنظیم کے مبتدی رفیق محبوب احمد وفات پاگئے۔

☆ ملتان کینٹ کے رفیق جناب فاروق عزیز کی اہلیہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0302-7317735

☆ حلقہ کراچی شمالی، فیڈرل بی ایریا کے ملتزم رفیق کی اہلیہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0333-2175512

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ
فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

رجوع الی القرآن کورس پارٹ I، II کی اختتامی تقریب 2022ء کی مختصر روداد

مرتضیٰ احمد اعوان

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام رجوع الی القرآن کورس پارٹ ون اور ٹو کی اختتامی تقریب 18 جون 2022ء کو قرآن اکیڈمی میں منعقد ہوئی جس کی صدارت صدر مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور محترم ڈاکٹر عارف رشید نے کی۔ تقریب کا آغاز صبح دس بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت کی سعادت پارٹ ٹو کے طالب علم حافظ عبدالخالق نے حاصل کی۔ حافظ محمد حارث حیات نے نعت رسول ﷺ پیش کی۔ کورسز کے کوآرڈینیٹر محترم سجاد سندھو نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیے۔ انہوں نے کورس کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ کورسز کا باضابطہ اختتام 24 جون کو ہوگا لیکن بعض وجوہات کی بنا پر یہ تقریب ہم کورس کے اختتام سے پہلے منعقد کر رہے ہیں۔

استاد محترم ڈاکٹر رشید ارشد نے ''علم و عالم کی فضیلت'' پر درس حدیث دیتے ہوئے کہا کہ جو شخص دین کا علم حاصل کرنے کے لیے نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے راستوں میں سے ایک راستے پر چلا دیتے ہیں اور اس کے لیے اللہ کی رضا کے نئے رستے کھل جاتے ہیں۔ عالم اس کو کہا جاتا ہے جو دینی علم حاصل کر کے اس کا معلم بن جائے۔ انبیاء کا ترکہ ''العلم'' ہے۔ عالم لوگوں کی راہنمائی کرتا ہے اس لیے وہ شیطان کے لیے سخت چنا ثابت ہوتا ہے۔ احادیث میں کہا گیا کہ عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسی چودھویں کے چاند کی فضیلت ستاروں پر ہے۔

درس حدیث کے بعد کوآرڈینیٹر سجاد سندھو نے دونوں کورسز کی سمری پیش کی۔ انہوں نے کہا کہ سال اول میں 70 طلبہ نے داخلہ لیا جس میں 33 خواتین بھی شامل ہیں۔ جبکہ سال دوم میں 11 طلبہ نے داخلہ لیا۔ استاد محترم مفتی ارسلان نے پارٹ ون میں تجوید، حفظ اور فقہ العبادات، محترم ڈاکٹر رشید ارشد نے مطالعہ حدیث اور اقبالیات، محترم آصف حمید اور محترم فیاض قیوم نے عربی گرائمر، اور آیات قرآنی کی ترکیب، محترم مومن محمود نے قرآن مجید کے کچھ پاروں کا ترجمہ مع تفسیری ولغوی توضیحات اور سیرت النبی ﷺ، محترم محمود حماد نے منتخب نصاب (مکمل) اور سیرت النبی ﷺ کا مدنی دور اور محترم حافظ عاطف وحید نے معاشیات اسلام پر لیکچرز دیے۔

پارٹ ٹو میں ڈاکٹر رشید ارشد نے مصطلح الحدیث۔ رسائل امام غزالیؒ کے ساتھ ساتھ جدیدیت پر بھی پانچ لیکچرز دیے۔ محترم مفتی ارسلان نے اصول الفقہ، اور فقہ المعاملات، محترم مومن محمود نے تفسیر القرآن، محترم حامد سجاد نے عربی کا معلم کی تدریس کی۔ اس کے بعد طلبہ نے اپنے تاثرات بیان کیے۔

پارٹ ون کے سی آر عثمان شمس صاحب نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ سب سے پہلے ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے جس کی توفیق اور فضل سے ہم یہ کورس مکمل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہی ہدایت ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں چن لیا ہے ورنہ کیا پتا ہم کہاں ہوتے اور کیا کر رہے ہوتے۔ مجھے اس کورس کی طرف رجوع کرنے اور قرآن سمجھنے کے لیے ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے لیکچرز نے بہت اہم کردار ادا کیا۔ ہمارے اساتذہ نے ہمیں بنیادی دینی علوم سے بہرور کیا اور ہماری دینی فکر اور عقائد کو مستحکم کرنے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ اساتذہ کی بدولت ہمیں قرآن کی عظمت، علم دین کی اہمیت اور علماء حق اور سلف صالحین کی اہمیت کا ادراک ہوا۔

پارٹ ٹو کے طالب علم احتشام علی صاحب نے دونوں کورسز کو قرآنی اصطلاحات ''تذکر و تدبر'' سے تشبیہ دیتے ہوئے کہا کہ پارٹ ون میں تذکر کی تعلیم ہے اور پارٹ ٹو میں ان مضامین کو گہرائی کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے یعنی تدبر کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ یہاں ہمیں جن دعاؤں، محبتوں، علم اور صالحین اور اساتذہ کی معیت نصیب ہوئی اس کی مثال پیش کرنا مشکل ہے۔ میں تجویز دینا چاہوں گا کہ اگر اس کورس میں ایم اے اسلامیات کے مضامین بھی شامل کر لیے جائیں تو ایم اے کرنے والوں کے لیے بہت سہولت ہو جائے گی۔

ڈاکٹر عرفان احمد صاحب، جو پیشے کے لحاظ سے سرجن ڈاکٹر ہیں۔ انہوں نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ شروع میں مشکلات تھیں لیکن اللہ نے توفیق دی تو کورس مکمل کر لیا۔ یہ کورس ہمارے لیے مفید اور کامیاب ثابت ہوا۔ اس کا اصل مقصد اللہ کی رضا ہے کیونکہ کامیابی اسی میں ہے۔ ہمیں کلاس فیلوز ایک دوسرے کے ساتھ معاونت کرنے والے ملے۔ اساتذہ نے ہمیں محنت، شفقت اور نظم و نسق سے پڑھایا جس کا کورس کی کامیابی میں بڑا کردار ہے۔

راؤ سعادت علی خان صاحب (اٹلی) نے کہا کہ مجھے قرآن کا علم سیکھنے کا بہت شوق تھا۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دروس سنتا تھا۔ ان کا انداز بیان بہت پُر تاثیر ہوتا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے جب اس حدیث کی وضاحت کی کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندے سے پانچ سوال کرے گا کہ عمر کہاں گزاری ہے، مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور علم کتنا حاصل کیا اور اس پر عمل کتنا کیا؟ اس حدیث کی روشنی میں جب میں نے اپنا جائزہ لیا تو میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ چنانچہ علم سیکھنے کے لیے نکل آیا۔ حج کے موقع پر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یااللہ! آخرت کی کامیابی کے لیے کچھ کرنے کی توفیق عطا فرما۔ الحمدللہ! میرے گھر والوں نے میرا مکمل ساتھ دیا۔ اس کورس سے میں نے نبی اکرم ﷺ کے مقام کو پہچانا۔ اب اس علم کو آگے پہنچانے کے لیے ہماری ذمہ داریاں بڑھ گئیں ہیں۔

صدر انجمن خدام القرآن محترم ڈاکٹر عارف رشید نے اپنے خطاب میں دینی علم کی اہمیت پر زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ اس کورس سے تقریباً ہزاروں لوگ استفادہ کر چکے ہیں۔ جب یہ کورس شروع کیا گیا تھا تو ڈاکٹر اسرار احمدؒ خود تدریس کرواتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب طلبہ کو نصیحت کرتے تھے کہ اگر دوسروں تک نہیں پہنچاؤ گے تو یہ سارا علم بھول جاؤ گے، لہٰذا اس علم کو دوسروں تک پہنچاؤ اور آغاز اپنے گھر سے کرو۔ کورس کے اختتام پر ڈاکٹر صاحبؒ

Biden's Middle East Visit, and Israel's War-Mongering

President Joe Biden's visit to the Middle East happened after months of diplomatic and military meetings between American and Israeli officials preparing Israel's "Shopping List" for Biden's trip.

In parallel, the Administration sent several envoys to the Kingdom of Saudi Arabia negotiating quietly the political price the Saudi Crown Prince, Mohamed bin Salman,was willing to pay to exculpate him from Biden's "pariah's" list.After insisting he would not meet the Crown Prince, Biden relented once he secured a gathering of local leaders to sign on an Israeli custom design plan, "Regional Defense System, RDS."

Besides the irony of including Israel, the country that introduced nuclear power to the region, to oppose nuclear expansion in the Middle East, the misnomer RDS is only a subtle catalyst to integrate Israel in the region under the guise of the 'Iranian threat'.

Before that, Biden arrived at the Ben Gurion International Airport on a two-day visit to Israel on the first leg of his tour. "You don't need to be a Jew to be a Zionist," said Biden in his opening remarks. "The connection between the Israeli and American people is bone deep … I am proud to say that US relations with Israel are deeper and stronger than they have ever been." The caretaker Israeli Prime Minister, Yair Lapid, reciprocated by describing Biden as a "great Zionist".

Biden's Security Advisor, Jake Sullivan, reiterated before Biden's visit when he explained that a main objective for the President's visit was "to deepen Israel's integration into the region." In fact, Biden had pointed earlier to the Israeli factor as one reason he would meet the Saudi Crown Prince. Playing its part, Saudi Arabia, in addition to becoming a key part of the RDS, announced that it will open its airspace to all air carriers, paving the way for more overflights to and from Israel.

All these are signs that the relations between Saudi Arabia and Israel are warming.Maybe, only a formal statement ofrecognition by Saudi Arabia is now required!

It was not the US economy, not the 80-year strategic partnership with Saudi Arabia, not mutual interest that took President Biden to Saudi Arabia. But it is how Biden can surpass Trump's servitude to Israeli lobby. A foreign lobby with an irrational grip on American politicians, and hence the obsession of US political leaders to placate 'Israel-firsters'.

Israel thrives on conflict; it is how it builds alliance; it is how it achieves acceptance. At this point in time, it suits Israel to use Iran as the bogeyman to get the entire Middle East to serve under its command.

When in 2015 president Barak Obama secured an agreement to stop Iran from developing nuclear power,Israel's amen corner in the US Congress invited Israeli prime minister, Benjamin Netanyahu, to speak directly to US

Congress demanding American elected officials to reject an agreement negotiated by their own president. In a rare occurrence in Washington, even the president Party's most Senior Senator, Charles Schumer, supported the call from a foreign country leader to defeat his Party leader, and president.

Schumer, boasts, albeit falsely that his name is derived from a Hebrew word, shomer meaning "guard." He believes "god" gave him the role of guarding Israel's interests in the US Senate! It begs to ask, what do the obsequious toady politicians get in return for the unprecedented American political servitude to a foreign entity?

History is testament to the fact that Israel has perfected the "Machiavel rule". In addition to signing the largest financial aid package for Israel — over $4 billion ahead of his trip, Israel's Shopping List included delivering Saudi Arabia, at least in small steps, like RDS, toward eventual normalization. Authority by Fear!

A few days ago, the Israeli Prime Minister called for open relations with Saudi Arabia to change the "history for our children." This is at the same time when the Israeli government approved to displace the residents of Masafer Yatta, a collection of 19 Palestinian hamlets in the southern West Bank, with a large number of women and children, from their homes in order to make room for another Jewish-only colony.

Israel is out for what it can get for self, even if it means creating perpetual conflicts. History has shown that Israel has nothing to offer to anyone in the world except conflict and suffering.

Source: ***By the Nida e Khilafat Team***

طلبہ کو سورۃ الرحمٰن کی ابتدائی چار آیات کا ہدیہ پیش کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ قرآن وحدیث کا علم دوسروں تک پہنچانا نبی اکرم ﷺ کا حکم ہے۔ ہمارا اصل ہدف اللہ کی رضا ہے تاکہ جنت کا حصول ممکن ہو سکے۔ اگر علم حاصل کرنے والے طالب علم کو دوران تعلیم موت آتی ہے تو اس کا درجہ انبیاء کرام کے درجے کے قریب ہے۔ علم حاصل کرنے والوں کا مقام اللہ کے ہاں بہت بلند ہے۔ اللہ ایسے لوگوں کا ذکر فرشتوں کی محفل میں کرتے ہیں۔ جو شخص نیکی کا طالب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے آسانیاں پیدا کرتے ہیں۔

اس کے بعد طلبہ میں اسناد تقسیم کی گئیں۔

مرکزی انجمن خدام القرآن کے ناظم اعلیٰ محترم حافظ عاطف وحید نے طلبہ سے الوداعی خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ بہت بڑی ذمہ داری تھی، اللہ تعالیٰ کے کرم اور فضل سے ہم نے اس بیچ کی تکمیل کی۔ علومِ دینیہ کے طلبہ بھی ضیوف الرحمٰن ہیں، ان کی ضروریات کا خیال رکھنا ہمارے ذمے ہیں۔ میں اساتذہ کا شکریہ ادا کروں گا کیونکہ انہوں نے پوری پابندی اور محنت کے ساتھ اپنی ذمہ داری سرانجام دی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا صلہ عطا کرے گا۔ جو طلبہ فارغ ہوئے ہیں ان سے گزارش ہے کہ ہم سے رابطے میں رہیں کیونکہ یہ ادارہ شجر کی مانند ہے۔ ہمارے ادارے کی ممبرشپ لیں اور انجمن کے ساتھ وابستگی اختیار کریں۔ اسی طرح تنظیم اسلامی بھی حکم واقامتِ دین کے لیے کوشاں تحریک ہے، اس میں بھی شامل ہوں تاکہ آپ لوگ دین کی دعوت اور نشر واشاعت میں معاون بن سکیں۔ ہمیں اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں۔

پروگرام کے اختتام پر مہمانوں کے لیے کھانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ ۞۞۞

سانحۂ کربلا

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عزیمت وعظمت کے بیان پر جامع تالیف

بانیٔ تنظیم اسلامی

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

جامع اور مختصر مگر عام فہم اور محققانہ تاریخی تالیف کا مطالعہ کیجئے

قیمت 50 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور

36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 3-35869501

e-mail:maktaba@tanzeem.org

Vol. 31 Regd. C.P.L NO. 114 No.28

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore